Title - MURAQQA LAILA MAJNOON

Creator - Mirza Mohd. Hadi Mirza.

Publisher - Al Nazir Press (Lucknow).

Date - 1911

Pages - 79

Subject - Urdu Drama - Manzoom.

ہو المصوّر

[illegible]ان ات سیر کرکے سفید و سیاہ کی یہ تصویریں کھینچتے ہیں تری جلوہ گاہ کی

مرقع لیلیٰ مجنون

یعنے

لیلیٰ مجنون کی روداد منظوم بطور ڈراما

جسمیں پانچ ایکٹ اور ۲۵ سین شامل ہیں - ہر ایک سین کی بحر مناسب حال واقعات کے ہی - ہر موقع کے مناسب دُھن کا بھی خیال رکھا گیا ہے زبان ہر موقع اور ہر شخص کی مناسب اسکی حالت اور وضع خاص کے ہی

مصنّفہ
مرزا محمّد ہادی صاحب مرزا لکھنوی
پروفیسر ریڈ کرسچین کالج گولہ گنج لکھنؤ

مصنف امراؤ جان ادا - شریف زادہ - ذات شریف - طلسم اسرار - [illegible]ون انتظار - لذت فنا - حقیقۃ النفس - نوبہار وغیرہ وغیرہ

[illegible]ناظر پریس متصل پل آہنی میں طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا مصوّر[1] جل شانہ

ہے[2] مصور سے یہ ایما دیدۂ تصویر کا
کور ہے منکر تری رنگینیِ تحریر کا

اُسے[3] بار آلہ زبان مین اثر دے اپنے سائل کا منہ موتیون سے بھر دے سحر بیانی عطا کر سیف زبانی عطا کر اگلے سال ایک مثنوی سنا چکا ہون نو بہار کا سمان دکھا چکا ہون۔ امسال کچھ اور ہی دھن سمائی ہے۔ ایک نئی بات دل مین آئی ہے۔ جی چاہتا ہے کہ لیلی مجنون کے افسانہ کو مرقع بناؤن نجد کے کوچہ و بازار دشت و کوہسار کے نقشے کھینچون حسن و عشق کی خیالی تصویرین آنکھون سے دکھاؤن۔ ناظرین کے دل سے آہ نکلے زبان سے واہ نکلے۔

سچ[4] ہے کہ اگلے رنگ اوڑا لیگئے ہر چیز کا مزا لیگئے۔ مگر ہمیشہ بہار ہے وہی گل ہے وہی گلزار ہے اس میخانے مین کون کب محروم رہا ہے جس مست کو دیکھو آج بھی جھوم رہا ہے۔ انسان کی طبیعت ہزارہا برس مین نہین بدلتی جو بات روز اول سے کان مین پھونک دی گئی ہے دل سے نہین نکلتی۔ وہی کھانا ہے وہی پینا ہے وہی مرنا ہے وہی جینا ہے۔ وہی عشق وہی عاشقی وہی لطف وہی دل لگی وہی آہ سرد وہی نالہ پر درد وہی دل وہی دماغ وہی جگر وہی داغ وہی نفاق وہی اتفاق وہی وصال وہی فراق وہی معشوقون کی بے وفائی وہی جذب دل کی نارسائی وہی جلادونکی چھری تیز وہی نظر وہی غمزہ خونریز۔ وہی سوز وہی ساز وہی راز وہی نیاز وہی ساقی وہی پیمانہ وہی شراب وہی خمخانہ غرضکہ ہر بات وہی ہے دن وہی رات وہی ہے۔ اگر کوئی کہے کہ کچھ فرق نامعلوم سا ہے تو ہم کہین گے کہ وہ معدوم سا ہے۔

حاشیہ [1] مصور اسمائے صفات باری تعالیٰ عز اسمہٗ سے ہے۔

[2] صنعت کلام مطلع غزل۔ بحر رمل وافی محذوف۔ وزن۔ فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن دوبار۔ قصد شاعر۔ حمد مین تالیف مرقعہ کے تلازمے کو دخل دینا۔

[3] صنعت کلام نثر مقفّٰی۔ قصد شاعر۔ مناجات بہ تلازمہ شعر و مرقعہ۔

[4] تمہید۔ بیان وجہ تالیف مرقعہ ہذا شروع ہوتا ہے۔ اسکا ذکر منظور ہے کہ طبیعت انسانی ہمیشہ ایک ہی وطیرہ پہ رہتی ہے۔

اگرچہ[1] امور ظاہر مین کچھ تفاوت نظر آتا ہے مگر احوال باطن اور کیفیات ذہنی مین کوئی امتیاز نہین پایا
بے شک انسان مین ایجاد کا مادہ پیدا کیا گیا ہے نئے نئے تماشون پر اسکا دل شیدا کیا گیا ہو مگر
مزاج کی تجدید پر مختار نہین سرحد ادراک سے آگے جانا اسکی طاقت سے باہر ہے کیا مجال ایک قدم
آگے بڑھا سکے۔ البتہ انسان بالکل مجبور نہین کچھ کر سکتا ہے کچھ اُٹھا سکتا ہے کچھ دھر سکتا ہے
اتنے سے اختیار پر نازان نہ ہونا چاہیئے جو دوڑ کر چلے گا گر پڑے گا جتنا بیٹھے گا اتنا ہی اکڑے گا سمجھو
کہ ہم کیا ہین کیا نہین آخر انسان ہین خدا نہین۔

ہمارے[2] بعض احباب نے اہل یورپ کی شاعری پر توجہ فرمائی ہے اپنی زبان کو بگاڑ کر ایک نئی چیز
بنائی ہے بڑے بڑے انشا پرداز یان ہین خوب خوب سحر سازیان ہوتی ہین کوئی صاحب ہندی
چندی لکھنے پر فریفتہ ہین کوئی صاحب انگریزی قصیدون کے لفظی ترجمہ پر غش ہین ہم بار بار کہہ چکے
ہین افراط و تفریط ہر صورت مین ناجائز ہے۔ اعتدال سے کام لو۔ زبان کی اصلاح ایک شخص
کا کام نہین جو کچھ آپ سے ہو جائے اُسے ہونے دو اپنی طرف سے نہ بناؤ نہ بگاڑو آیندہ اختیار ہے
قلم تمھارے ہاتھ مین ہے اہل اخبار خشک و تر جو کچھ ملجائے اُسکے چھاپ دینے کی قسم کھائے
ہوئے ہین۔

بعد تصنیف رسالہ[3] استشعار فی توجیہ الاشعار جسکا چھوٹا سا نام شگوفہ (بلاغت) ہے جی چاہتا تھا
کہ اب ایک ایسی کتاب نظم و نثر مین تحریر کرون جس مین اکثر اصناف شعر شامل ہون تاکہ متعدد کیفیات

---

[1] یہان سے نثر مین قافیہ کی قید کو ترک کیا ہے۔ انسان کی حالت باعتبار جبر و اختیار کے بیان کی جاتی ہے ۱۲ منہ

[2] قریب پچاس برس کے گذرے ہون گے کہ ہمارے ملک مین ترمیم و اصلاح کا چرچہ شروع ہوا ہے۔ ہر ایک تعلیم یافتہ
شخص کو ملک اور قوم کی اصلاح کا خیال پیدا ہوا ہے۔ ہمدردی قومی کا نام ہر ایک شائستہ جلسہ مین کئی بار لیا جاتا
ہے جہان دیکھو ترمیم کی فکر ہے۔ کوئی صاحب ترک لباس کو مقدم سمجھتے ہین کوئی صاحب ترک خیالات مذہبی کی قسم
کھائے ہوئے ہین کہین اصلاح طرز معاشرت کا ذکر ہے کہین اُردو زبان کی ترمیم کا خیال ہے ایک صاحب
اُردو زبان کی ترقی سے مایوس ہو کر صلاح دیتے ہین کہ اس زبان کو قطعاً ترک کر دینا چاہیئے اور کوئی زبان اہل
یورپ سے اختیار کرنا چاہیئے خصوصاً انگریزی اور لطف یہ ہے کہ وہ صاحب خود انگریزی اور نہ کوئی اور
زبان زبانہائے یورپ سے جانتے ہین۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ مصنف کا خیال ہے کہ ملک کی ترقی کے
ساتھ زبان کی ترقی یا تنزلی جو کچھ ہو خود ہی ہوتی جائیگی ہمارا تمھارا کام نہین ہو کہ زبان کی ترقی کرین۔ ہماری
یہ کوشش ہونا چاہیئے کہ جس زبان مین ہمارے ملک کی شرفا گفتگو کرتے ہون اسی کو تحریر و تقریر
مین اختیار کرین ۱۲ منہ

[3] رسالہ استشعار فی توجیہ الاشعار جسکا مختصر اور عام فہم نام شگوفہ (بلاغت) رکھا ہو۔ تصنیف ہو چکا ہے
آجکل اسپر نظر ثانی ہو رہی اس کتاب مین علم نفس کی رو سے شاعرانہ تخیل پر نظر کی ہے۔ تمہید کتاب مین شاعری

ذہنیہ کا مختلف طرح سے بیان ہو جائے۔ از بسکہ طراغودیا[1] بقول اکثر حکماء جود اصناف شعر سے ہے اور
اس میں کل اور قسمیں شامل ہو سکتی ہیں لہذا اوسی کو تجویز کیا اب یہ خیال تھا کہ کوئی قصہ پر غم اور
واقعہ ماتم والم لکھوں جو عموماً طبائع اہل ہند کو مرغوب ہو۔ الف لیلہ او لٹ پلٹ کے دیکھتا تھا کہ انہیں
دنوں میں بعض احباب[2] کے اصرار سے متواتر تھیٹر کے جلسوں میں شریک ہونے کا اتفاق ہوا یہہ
مذاق پہلے بھی پسند تھا اب کے دوستوں کے اصرار سے زیادہ لطف آیا تماشہ کرنے والوں کی پیاری
پیاری صورتیں انکا ناز و انداز رونا دہونا جان کہونا سب کچھ دل کو بھایا مگر لب ولہجہ روزمرہ
پسند نہ آیا یہ دل بیقرار جہاں جاتا ہے ایک نئی بات سمجھاتا ہے ذوق شعر وسخن بچپن سے طبیعت
میں ہی نشو ونما پائے شہر میں پائی شاعری جسکی طینت میں ہے۔ حیران تھا کہ یہ کس شہر کی بولی ہے
جو ان لوگوں کی زبان سے سنتا ہوں سمجھ میں تو آتی ہے مگر اچھے نہیں معلوم ہوتی۔ ایک تحقیق سے
معلوم ہوا کہ یہ نظم ونثر دہلی لکھنؤ سے کوئی تعلق نہیں رکھتی بمبئی کے بھیلی بازار کی بول چال ہے
یہ وسا ور دہین کی ہی دہین کا مال ہے۔ مین نے دل میں کہا شکر ہے کہ اس مہملات کو ہمارے[3]
زبان سے کوئی تعلق نہیں ذوق سخن پرائی نے صلاح دی کہ تو ہی انہیں متعارف قصوں سے
کوئی قصہ لیکر مرقعہ بنا دوستوں کو جو اس قصد کی اطلاع ہوئی مجکو اور بھی دیوانہ بنایا اصرار کو حد سے
بڑہایا کہ اگر قصد ہے تو پھر دیر کیا ہے آجکل تمکو فرصت ہی جو دم ہے غنیمت ہے خدا جانے کہاں

باب اول مین شعر کا تعلق فلسفہ نفس سے بیان کیا گیا ہے اس باب مین قواے ذہنیہ کی تشریح ایک مختصر مگر واضح طور
سے بیان کی ہے۔ تخیل جسکو شعر سے تعلق ہے ایک علیحدہ فصل مین کسی قدر تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے
ایک فصل مین حاس ومحسوس اور مسئلہ لذت والم کو ذکر کیا ہے۔ افلاطون کا مذہب اس باب مین بیان کیا ہے
اوسی کو اختیار کیا ہے۔

باب دوم مین کیفیات ذہنیہ کو بیان کیا ہے پھر کیفیات ذہنیہ کی تقسیم بیان کی ہے۔
باب سوم تخیل سازج کے بیان مین ہے۔ تخیل سازج وہ تخیل ہے جو کہ مداخلت قوۃ فکری سے مبرا ہو۔ مضامین
شعر مین یہ تخیل نہایت موثر ہے مگر اس پر آجتک کبھی نظر نہین گئی۔ تخیل سازج کی تشریح مین بہت سی
کیفیات ذہنیہ کو بیان کیا ہے اور اون کی مثالین استادون کے کلام سے پیش کی ہین۔
باب چہارم مین تخیل مرکب کو بیان کیا ہے۔ اس باب مین علم بیان کو ایک جدید طریقہ سے حل کیا ہے۔
باب پنجم اقسام شعر کے ذکر مین ہے۔ اس باب مین کئی اعتبارون سے مضامین شعریہ اور نظم ونثر کے اصناف
کو بیان کیا ہے خاتمہ کتاب مین اور بعض امور متعلق شعر بیان کیے ہین ۱۲ منہ

[1] طراغودیا وہ قصہ جسکا انجام غم پر ہو دیکھو فرہنگ ۱۲ منہ

[2] احباب سید شہنشاہ حسین صاحب رضوی بی اے سید بہادر علیخان عرف ابو صاحب۔ مولوی عبدالحلیم صاحب شرر

[3] ہم لکھنؤ والوں کو جس زبان پر اس قدر ناز ہے اگر سچ پوچھو تو وہ فی الحقیقت دہلی ہی کی زبان ہے۔ اسلیے

جانا ہو کہان رہنا ہو یہ جوش رہے یا نہ رہے یہ شوق رہے یا نہ رہے۔
حسن و عشق کے قصون مین لیلی و مجنون کا افسانہ (جسکو تاریخی واقعہ کی وقعت حاصل ہے) عموماً مشرقی طبائع کو مرغوب ہے واقعی بہت خوب ہے دل نے اوسیکو اختیار کیا۔
چند نظمین کہ حضرت استادی و مکرمی جناب مرزا محمد جعفر صاحب اوج (مدظلہ العالی) کی خدمت مین لیجاکے سنائین بعد حک و اصلاح ارشاد فرمایا مناسب ہے کہ تمام بحور مرقعہ مین آجائین تاکہ مبتدی موزون طبعون کو مفید تر ہو لتعمیل حکم حضرت استاد کو عین سعادت سمجھکے اسپر بھی کاربند ہوا۔ اور اسکے ساتھہ ہی یہ بھی خیال رہا ہے کہ ہر ایک بحر کا نظم موسیقی موافق اس حالت کے ہو جس حالت کا اظہار شعر سے مطلوب ہے اور یہ امر اہل ذوق و استعارے پوشیدہ نہ رہے گا۔
قیس کے دیوان (جسکا مدون والبی ہے) کے مدون نے یہ تکلف کیا ہے کہ ہر ایک غزل کے پیشتر اُس موقعہ اور روداد کو بھی بیان کردیا ہے جہان پر اس غزل کا انشا واقع ہوا یہ دیوان بجاے خود ایک تاریخ قیس کی سوانح عمری کی معلوم ہوتی ہو گو کہ اُس مین شاعرانہ مذاق کو بہت کچھہ دخل دیا گیا ہو۔ مین ان واقعات کو کلیتہ اختیار نکرنے پر مجبور ہوا اسلیے کہ اکثر مضامین اس دیوان مین ایسے ہین جو ہمارے ملک اور نیز فارس کے شاعرانہ مذاق کے بالکل مخالف ہین۔ پھر بھی

لکھنو مین آکر آباد ہوے۔
سب کو جانے دو وہ خاندان جو ایک مدت تک سرزمین اودھ پر کار فرما رہا دہلی کے معزز اور نام برآوردہ نوابون مین سے ایک نواب کی اولاد ہے۔
ان نو آباد لکھنؤ والون نے مثل اور جا بجا اد کے زبان بھی اپنی اولاد کو ورثہ مین دی ان لوگون کی اولاد کے لیے یہ فخر کیا کم ہے کہ انہون نے اپنے آبا و اجداد کے وطن کی زبان کا تاحد امکان تحفظ کیا بلکہ اس مین کسی قدر ترقی بھی کی جس کو اہل دہلی نے اکثر وجوہ سے تسلیم بھی کیا۔
سرزمین لکھنؤ کے اصلی باشندے اکثر شیخ زادے یا باجپیئی برہمن ہین۔ ان لوگون کی وہ زبان تھی جو آجتک لکھنؤ کے اطراف و جوانب مین بولی جاتی ہے جس کو لکھنو والے گنواری یا پوربی زبان کہتے ہین۔ لکھنو کے ان اصلی اور قدیمی باشندون کو اپنے حسب و نسب کے تحفظ کا حد سے زیادہ خیال ہے اور اب بھی وہی دستور ہے یہ لوگ سواے اپنے خاندان کے اور کسی اچھے خاندان سے خواہ وہ کیسا ہی معزز اور شریف کیون نہ ہو تعلق نسبتی نہین کرتے۔ میرا خیال ہے کہ تمام ہندوستان کے شریف دہقانون کا یہی دستور ہے۔ مشہور ہے کہ کسی نواب اودہ نے اپنی یا اپنی اولاد کے لیے ایسا چاہا تھا مگر شیخ زادون نے منظور نہین کیا۔ اس اجتناب و احتراز کی وجہ سے اگرچہ ان لوگون کے مردون کی زبان تو دہلی والون کے ساتھہ میل جول کرنے کی وجہ سے بہت کچھہ بدل گئی مگر مستورات کی زبان

تاحدامکان اکثر واقعات اُسی دیوان سے لیے ہین۔ نمایش ہر ایک روداد کی گویا کہ ہندوستان مین رکھی گئی ہے تاکہ ہم وطن مسلمانون کے طرز معاشرت کو کسی نہ کسی پیرایہ سے بیان کرنے کا موقعہ ملے۔ جو واقعات قیس کے ہین اُسکو اصلی جوش و خروش کے ساتھ وہی بیان کرسکتا ہے جسکے دل پر گذری ہو ہم نے قیس کے نفس کو اپنی ذات پر قیاس کرکے جو چاہا لکھا ہم اُس غریب کو کیا جانین مگر اتنا کہہ سکتے ہین کہ جو کچھہ ہماری نفس پر کسی ایسے ہی حالت مین گذرتا ہے کچھہ ایسا ہے یا اس سے کم یا زیادہ اسپر بھی گذرا ہوگا

جب کیا مجنون کی تصویر مثالی کا خیال ۔۔۔ لے لیا بہزاد نے خاکہ مری تصویر کا

اس کتاب کے حاشیہ پر بحر اور وزن شعر کے سوا اور باتین بھی جو میرے دل مین آئین لکھدی ہین عجب نہین ہے کہ ناظرین کو مفید ہون۔

مصنف کے لیے شاید یہ فخر بجا ہو کہ یہ پہلا مرقعہ ہے جو مسلم الثبوت شعرا ے دہلی و لکھنو کی زبان مین کچھہ کہنے کے قصد سے لکھا گیا ہے رہا یہ امر کہ مین کس حد تک اس کوشش مین کامیاب ہوا یا بالکل نہین ہوا ناظرین کے انصاف پر موقوف ہے

کس طرح وہ سمجھین گے آکہی مرے دلکی ۔۔۔ ہے میری زبان اور فرشتونکی زبان اور

مرزا محمد ہادی

لکھنو ۔ دسمبر ۱۸۸۷ء

بچون کی زبان مین مان کی زبان کا کچھہ اثر ضرور ہونا چاہیے اس لیے انکے مردون کے لہجہ مین بھی آجتک فرق پایا جاتا ہے۔ دہلی والون کی اولاد جو لکھنو مین آباد ہو انکی شادی بیاہ کی رسمین بھی لکھنو کے قدیم باشندون کے رسوم سے بالکل مختلف ہین پس لکھنو مین دو قسم کے باشندے سکونت پذیر ہین ایک وہ جنکو دہلی سے تعلق ہے دوسرے وہ جنکو نہین ہے پہلے قسم کے باشندے سوا ے اپنے خاندان کے اور شریفون مین بھی شادی بیاہ کرنے سے مضایقہ نہین کرتے دوسرے وہ جو صرف اپنی برادری مین نسبت ناتہ کرتے ہین۔ جب اُن لوگون نے ان لوگونسے ایسا تعلق نہ کیا تو وہ مجبور تھے کہ اپنی ہموطن شریف دہلی والون سے جو اُنکے ساتھہ یا پیشتر یا بعد دہلی سے آتے تھے اس قسم کا تعلق کرتے اس وجہ سے انکی اصلی زبانکا تحفظ ہوا ان لوگون کی مرد عورت دونون کی زبان حقیقت مین دہلی کی زبان ہے اور دوسرے قسم کے باشندونکی زبان اردو دپوربی آمیز ہے جسکو قصباتی زبان کہتے ہین ہان اتنا فرق ضرور ہے کہ جو لوگ مدت سے لکھنو مین سکونت پذیر ہین اُنکے مردونکی زبان مین پوربی کی آمیزش بہت کم ہے مگر پھر بھی اپنی اصلی زبان کے ایک دو لفظ بول جاتے ہین اگر اسکا بھی بہت تحفظ کیا ہو تو لب و لہجہ مین امتیاز ضرور ہے پس اس قسم کے باشندے کی زبان مادری دیہقانی ہے اور اول قسم کے باشندونکی زبان مادری و پدری اردو ہے۔ (اردو سے معلے نہین کہتا اسلیے کہ دہلی والے برا نہ مانین، لیکن بقول غالب مرحوم کے یہ بھی کہونگا کہ جب اُردو بازار نہ رہا تو اردو سے معلے کیسی۔ اگر اردو سے معلے اس زبان سے مراد ہے کہ جو غالب مرحوم کے زمانے مین یا اُس سے پیشتر دہلی مین بولی جاتی تو وہ اب نہ دہلی مین ہے نہ لکھنو مین۔

دہلی اور لکھنو کی زبان مین آج جو کچھہ فرق ہے اُسکی وجہ سے ایک کو دوسرے پر ترجیح دینے کے لیے کوئی معیار موجود نہین ہے اسلیے کہ دونون شہرون کے شعرا ے متاخرین کو ہم اپنا پیشوا بنا ئین اور انکی پیروی کو اپنا فخر سمجھین اور اسکے ساتھہ ہی ساتھہ ہم مرور ایام

تصور

[1] دن رات سیر کرکے سفید و سیاہ کی — تصویرین کھینچتے ہین تو جلوہ گاہ کی
کیا کیا گیا ہی نامۂ اعمال کو سیاہ — ہم شاعرون کو فکر یہی ہی گناہ کی
میری غزل دلون پہ نہ کیونکر اثر کری — صورت ہی جو بہو مرے حال تباہ کی

پہلا ایکٹ

سین (۱) دیوان خانہ

عبد اللہ (دست بدعا) [2] الٰہی قاضی الحاجات ہی تو بندہ پرور ہی — معین بیکسان ہی وادرس ہی فیض گستر ہی
ترے دربار سی شاہ و گدا درمان پاتے ہین — تری سرکار سی ہر شخص کی روزی مقرر ہی
ہر اک رنج و تعب مین کون ہی تیرے سوا یا رب — ہر اک درد و مصیبت مین خدایا تو ہی یاور ہی
کوئی اب غم ہی یا رب تو فقط اولاد کا غم ہی — کہ یون تو فضل سی تیرے مجھی سب کچھ میسر ہی
خدایا دی کوئی فرزند جس سی نام روشن ہو — کہ بی اولاد میرا گھر سیہ خانہ سے بدتر ہی
بحق آلِ احمد ہو دعا مقبول عاجز کی — یہ عبد اللہ بھی یا رب ترا اک عبد ابتر ہی

سین (۲) کنارِ چمن

عبد اللہ دل مین [3] دنیا امید پر ہے قائم — امید سے ہے حیات دائم
امید پہ ہے یہ سب زمانہ — امید سے ہے یہ کارخانہ
امید سے زیست کا مزا ہے — امید ہی اصلِ مدعا ہے
امید خوشی کی سر بسر ہے — زوجہ میری بھی بارور ہے
گذرے سب انتظار کے دن — نزدیک آئے بہار کے دن
پورے دن ہوگئے بآرام — اب دیر نہین ہی صبح و یا شام

---

[1] صنف کلام مطلع دو شعر غزل بحر مضارع ثانی اخرب مکفوف و محذوف وزن مفعول فاع لات مفاعیل فاعلن ۔ دو بار ۔ قصد شاعر بیان اس امر کا کہ شروع تالیف کے وقت مصنف کا کیا خیال تھا ۔ اُسکے نزدیک شاعری ایک قسم کی مصوری ہے اور اس امر کو اُس نے کتاب استشعار مین نہایت توضیح کے ساتھ بیان کر دیا ہے ۱۲ منہ

[2] صنف کلام غزل مسلسل (خطابی) بحر ہزج سالم وزن ۔ مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن دو بار قصد شاعر اظہار عظمت باری تعالیٰ و اخلاص عبد و معبود ۔ شکر نعمت باظہار امارت و مکنت جوکہ عبد اللہ کو حاصل تھی ۔ آرزوے پسر جہت بقاے نام و ریاست خاندانی ۔ تمسک باہل بیت رسالت علیہم السّلام ۔

[3] صنف کلام مثنوی بحر ہزج مجزو اخرب مقبوض محذوف یا اخرم اشتر محذوف ، وزن (۱) مفعول فاعلن فعولن وزن

ہوتا ہے خدا کا فضل مجھپر — اب دیکھئے ہو پسر کہ دختر
کچھ اسکی نہین مجھے شکایت — ہووے اللہ کی عنایت

خدمتگار آتا ہے۔

خدمتگار (ہاتھ اُٹھا کر) الٰہی خداوند نعمت سلامت[1] — مبارک مبارک سلامت سلامت
خدا نے کیا آپ پر فضل اپنا — مبارک ہو فرزند حضرت سلامت
پلے آپکے دامن عافیت مین — رہے یہ پسر تا قیامت سلامت
رہی باپ بیٹون یہ مالک کا سایہ — مع جاہ و اقبال و دولت سلامت
ہوا آج سرکار پہ فضل خالق — یہ سرکار اور یہ ریاست سلامت

عبداللہ ✓ اے تری شان کے صدقے مالک[2] — تیرے احسان کے صدقے مالک
مجھے ناشاد کو کیا شاد کیا — کہ مجھے صاحب اولاد کیا
کس زبان سے ہو ترا شکر ادا — تونے بندے پہ کیا فضل اپنا
جو دیا ہے تو جلا دے اسکو — ہر اک آفت سے بچا دے اسکو
باسعادت ہو یہ میرا فرزند — ذی لیاقت ہو یہ میرا فرزند

سین (۳) محلسرا۔ زچہ خانہ۔

ڈومنیان (گاتی ہین) یہ کنبہ کا سردار پیدا ہوا ہی[3] — ریاست کا مختار پیدا ہوا ہی

---

[1] عام صورت امرا اور رؤسا سے اس درجہ (خدمتگار) کے لوگون کے خطاب کرنے کی ہی۔
صنف کلام۔ غزل اور قطعہ بھی کہہ سکتے ہین بحر متقارب سالم۔ وزن۔ فعولن فعولن فعولن فعولن دو بار قصد شاعر اظہار مسرت خدام
بہ کامیابی مخدوم۔ اظہار محبت کے ساتھ کسی قدر خوشامد بھی ملی ہوئی ہے۔ انعام وغیرہ کا ذکر ترک کیا گیا تا کہ عبداللہ کی فیاضی
اور نوکروں کی ذاتی خوشی ثابت ہو ۱۲ منہ

[2] صنف کلام مثنوی۔ بحر رمل مخبون مسکن محذوف۔ وزن۔ فاعلاتن فعلاتن فعلن۔ قصد شاعر۔ اظہار شکر بازاے
کامیابی حالت مسرت تھوڑے الم کے ساتھ ملی ہوئی ہی۔

[3] صنف کلام غزل۔ بحر متقارب سالم۔ وزن۔ فعولن فعولن فعولن فعولن دو بار۔ قصد شاعر۔ اظہار مسرت زبانی عورات
درجہ ادنی۔ ایسے موقع پر ڈومنیان خود ہی کچھ اسی قسم کے شعر موزون کرکے گاتی ہین اور اُن مین خاص خاندان کا حال بھی
حتی الوسع بیان ہوتا ہی اور کلمات خوشامد بھی شامل ہوتے ہین اس قسم کی چیزین جو گائی جاتی ہین اُنکو زچہ خانہ کہتے ہین لڑکا ہونیکے
بعد تقریب (سو رواج) چھٹی تک برابر تمام شب اور دن کو بھی گانا رہتا ہی اور اس گانے سے یہ بھی نفع ہی کہ رات بھر جاگ رہا سیلیے
کہ ان ایام مین جاگنا رات بھر کا بچہ کی حفاظت کے لیے آسیب وغیرہ سے کہ اس موقع کے لیے مختص ہین ضروری سمجھا جاتا ہی۔ غریب خاندانو نمین
جنکو ہر روز ڈومنیون کو رکھنے کا مقدور نہین ہی بچہ کی خالہ پھوپھیان اور ایسی ہی متوسل عورتین چھٹی جاگتی ہین اور گاتی بجاتی رہتی ہین

یہ ہوا ہے اباکی آنکھوں کی پتلی — یہ اماں کا دلدار پیدا ہوا ہے
یہ لڑکا ہے سب قوم عامر کو پیارا — یہ کنبہ کا سالار پیدا ہوا ہے
حسینوں کا دل کیوں نہ ہو اس پہ صدقے — یہ بانکا طرحدار پیدا ہوا ہے
مثل ہے کہ ہوتے ہیں اچھے کے اچھے — یہ بچہ خوش اطوار پیدا ہوا ہے
کھلی اسکے ہونے سے قسمت ہماری — غریبوں کا غمخوار پیدا ہوا ہے

سین (۴) دیوان خانہ

عبداللہ
شہ ادہر کوئی حاضر یہان جلد جائے — ابھی اپنے ہمراہ کاہن کو لائے

خدمتگار
بہت خوب ابھی جاکے لاتے ہین ہم — یہان وہ ملے گا بلاتے ہین ہم

(خدمتگار جاتے ہین کاہن کو لیکے آتے ہین)

کاہن
کیا شہ کاہن کو کیون سرفراز — خداوند کی عمر ہوئے دراز

عبداللہ
پسر کا مرے کھینچ تو زائچہ — ذرا حال قسمت کا اسکے بتا

کاہن (زائچہ بناکے) (ورانگلیون پہ شمار کرکے)
یہ لڑکا بڑا صاحب نام ہوگا — حسینون ہی اسکو سدا کام ہوگا
کسی کی محبت کا یہ دم بھرے گا — نہ اس بن جیے گا نہ اس بن مرے گا
بہت اسکی طینت مین ہو پاکبازی — حقیقی بنے اسکا عشق مجازی
کہین گے اسے لوگ وحشت کا پتلا — پھرے گا بہت دن یہ صحرا بہ صحرا
محبت کا آزار گھر یون بڑھے گا — جنون بن کے جن اسکے سر پہ چڑھے گا
محبت اسے پھر ٹھکانے لگادے — خودی سے چھڑا کر خدا سے ملادے
اگر نام پوچھو تو ہے قیس بہتر — مگر لوگ مجنون کہین اسکو اکثر

عورتین چھٹی جاگتی ہین اور رات بھر گاتی بجاتی رہتی ہین۔ اور امیرون مین بھی عورتین گاتی ہین لیکن شریف زادیان ڈومنیون کے ساتھ شریک ہو کر کبھی نہین گاتین۔ ۱۲ منہ

شہ صنف کلام۔ مثنوی بحر متقارب سالم و مزاحف۔ وزن۔ فعولن فعولن فعولن فعولن دوبار فعولن فعولن فعولن فعول۔ صرف یہ شعر اس وزن پر ہے باقی تمام اشعار کا وزن سالم ہی۔ اس نمایش مین کاہن کا بلانا اسکا آنا اور گفتگو وغیرہ بیان کی ہی یہ رسم ہندوستان مین غیر مشرع مسلمانون مین جاری ہی مولود کا زائچہ (جنم پترہ) کھنچوایا جاتا ہی یہ امر شرع شریف کے بالکل خلاف ہی۔ ۱۲ منہ

شہ جو لوگ علم نجوم کو حق نہین مانتے وہ اسکو اتفاق کہہ سکتے ہین۔ قصد شاعر اس نظم مین یہ ہے کہ کاہن کی زبانی مجنون کی سوانح عمری کو جو اسکے ولادت کے وقت شروع ہوئی تا انجام حیات ایک ایسی تقریر مین بیان کیجائے کہ اگر وہ بالفرض عبداللہ کے سامنے بیان کیجاتی تو اسکو خلاف نگذرتا۔ اور وجہ خلاف نہ گذرنے کی یہ ہی کہ کاہن عشق مجازی سے ابتدا کرکے فوراً عشق حقیقی کو شروع کردیتا ہے اور عشق حقیقی کے بیان کے بعد مجنون کے مصائب کو جو ذکر کرتا ہے وہ کسی باپ کو جو مسلمان ہے برے نہین معلوم ہوسکتے اس لیے کہ اللہ کی راہ مین مرجانا ہمارا عین ایمان اور مقصود اعلی ہے ۱۲ منہ

مبارک ہو یہ نام اور وہ لقب بھی — سعادت ہی یہ عشق اور وہ طلب بھی
جنون اور وحشت میں ہو بے بدل ہو — یہ لڑکا محبت میں ضرب المثل ہو
عجب گُن ہیں اسکے عجب کام اسکے — ہزاروں ہی دنیا میں ہوں نام اسکے
سنو نام کا اسکے اسرار تم اب — کہ ہر حرف میں ہی یہاں ایک مطلب
کہ ہو قاف سے یہ قتیل محبت — ہوئی یا سہی کچھ یاد جاناں کی صورت
کھلا سین سے یہ سراپا الم ہے — سیہ بخت ہی سینہ چاک ستم ہے
ملے ہیں جو سب حرف اسمیں ہو یہ سر — کہ ہو وصل کل اسکا انجام آخر
نہ پوچھو کہ کیوں قاف سے ابتدا ہی — کہ یہ عشق میں حرف آخر پڑا ہے
زمانے میں جو عشق کی انتہا ہو — وہ اس طفل کے عشق کی ابتدا ہو
نہ پوچھو کہ کیوں درمیان حرف یا ہی — کہ بس یار ہی یار دل میں بسا ہی
پڑا سین آخر میں اسکا سبب کیا — کہ آخر سعادت ہو انجام اس کا
یہ بد نام ہو کر نکو نام ہوگا — وہ آغاز ہوگا یہ انجام ہوگا

عبدالصمد (خدمتگاروں سے) کاہن کو یہاں سے لیکے جاؤ — انعام خزانہ سے دلواؤ
(دل میں) قسمت کی کسی کو کیا خبر ہے — اللہ کے ہاتھ سر بسر ہے
انجام میں ہو اگر بھلائی — ہو پہلے بدی تو کیا برائی
بیشک یہ بشر ہے صاف باطن — کہتا نہیں ہو صاف صاف کاہن
بیشک یہ بشر ہے باسعادت — ہے اسکے نصیب میں شہادت
عشق مولا کا دم بھرے گا — اللہ کی راہ میں مرے گا
یہ طفل مرا سعید ہوگا — یہ طفل مرا شہید ہوگا

سین (۵) محلسرا - عبدالصمد کی ڈیوڑھی

محلدار (چلا کے) ڈیوڑھی پہ ارے یہاں کوئی ہی — کب تک چلاؤں کوئی بھی ہے

سلہ صنعت کلام مثنوی بحر ہزج مجزو اخرب مقبوض محذوف وزن. مفعول مفاعلن فعولن - قصد شاعر. اسکا بیان کرنا کاہن کی اس کلام سے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ عبداللہ پر حالت مسرت شدید کی طاری ہو کاہن کی وہی گفتگو سے اُنکی وہ مسرت زائل نہیں ہو سکتی۔ جو کچھ الم اسکو ہوا اسکو مذہبی خیالات سے ٹال رہا ہی اور اس ذہنی مجادلہ لذت و الم میں لذت کو کامیابی ہوتی ہی نمائش کو کسیقدر تاریخ سے مناسبت ہو اسلیے کہ وہ زمانہ شروع اسلام کا تھا ہر ایک باایمان مسلمان کے دل میں جوش مذہبی بھرا ہوا تھا۔ ہر ایک بچے مسلمان کا یہ مقصد اعلی تھا کہ میں اور میری اولاد جہاد میں نام آوری پیدا کرے ۱۲ منہ

سلہ صنعت کلام مثنوی بحر ہزج مجزو اخرب مقبوض محذوف وزن مفعول مفاعلن فعولن اخرام اشتر محذوف - وزن مفعولن

(جھنجھلا کے اور خوب چیخ کے) دیکھو کب سے پکار رہی ہوں　　مردہ بول اٹھے کوئی ہاں ہوں

خدمتگار (محلدار سے مخاطب ہو کر) کہیے کیا حکم ہے محلدار　　آواز تو دے رہا ہوں مردوار
(پیچھے سے)

محلدار ہے مجلس کا آج حال ابتر　　لے آ کاہن کو جلد جا کر

نوکر محلدار سے مخاطب ہو کر　لو اس کو ابھی میں جا کے لایا

(کاہن کو لا کے ڈیوڑھی پر بٹھا کے)　　کہہ دو انا سے کاہن آیا

(دایہ طفل کو پردہ کے باہر لیکے آتی ہے)

کاہن انا جی سلام کہیے کیا حکم　　لاؤں میں آپ کا بجا حکم

دایہ (کاہن سے مخاطب ہو کر طفل کو دکھا کر)
کاہن تو جلد فال تو کھول　　بچے کا مرے حال تو کھول
اس بچے پہ یہ بجوگ کیا ہے　　کاہن آخر یہ روگ کیا ہے
بھولے سے نہیں کبھی یہ سوتا　　سوتا ہے خواب میں سہمے روتا

له محلسرے (یعنی مکان زنانہ جائے سکونت محلات و صاحبات امرا) کے دروازہ پر جو امور واقع ہوتے ہیں انہیں سے بعض امور کا ذکر منظور ہے۔ محلدار اس عورت ملازمہ کو کہتے ہیں جو بیگم صاحبہ کے حکم احکام باہر نوکروں تک پہنچاتی ہے اور باہر کی اطلاع یابی اور عرض و معروض اندر محل میں لیجاتی ہے۔ یہ عہدہ اکثر مسن اور فہمیدہ عورت کو دیا جاتا ہے۔ باہر کے نوکر چاکر اس سے ڈرتے رہتے ہیں کیونکہ اسکی رسائی بیگم صاحبہ تک ہے موقوفی بحالی تک میں اسکو دخل ہے جو نوکر چاکر اس سے ملتے رہتے ہیں وہ اکثر بیگم صاحبہ کی خفگی اور سخت کاموں سے بچتے ہیں۔ دایہ (جسکو لکھنؤ میں عموماً انا جی کہتے ہیں) وہ عورت ہے جو طفل کو دودھ پلاتی ہے۔ امیر عورتیں اپنے بچوں کو خود دودھ نہیں پلاتی ہیں۔ انا جی اکثر شریف مگر نہایت غریب گھرانے کی ہوتی ہے۔ جو عورتیں اس نوکری کو قبول کرتی ہیں وہ اپنے کنبے میں نہایت حقارت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔ کوئی شریف خاوند اسکو جائز نہیں سمجھتا کہ اسکی عورت کسی بچے کو کچھ ماہواری لیکر دودھ پلائے عزیزوں کے لڑکے کو مفت دودھ پلانا برضائے خاوند کچھ ایسا عیب نہیں ہے۔ انا جی کے حقوق بہت کچھ ہوتے ہیں وہ عورت جو اجورہ لیکے دودھ پلائے اسی کو انا کہہ سکتے ہیں ۱۲ منہ

له محلدار اور اسکے ماتحت ملازموں میں جو نااتفاقی ہو جاتی ہے تو ایسے ہی کچھ نتیجے پیدا ہوتے ہیں ۱۲

انا جی کی عزت محل میں بہت ہوتی ہے خود نواب صاحب اور بیگم صاحبہ اسکی عزت کرتی ہیں اور اسکے حقوق بھی بہت ہوتے ہیں جس لڑکے کو وہ دودھ پلاتی ہے وہ اسکا پلا یا کہلاتا ہے ہر ایک پلائے کی شادی میں امرا کی مہر کا [illegible] اچھا کچھ ملتا ہے کہ وہ عمر بھر کے لیے مالا مال ہو جاتی ہے۔ انا کو بھی اپنے پلائے سے بہت محبت ہوتی ہے۔ انا اور کاہن کی گفتگو میں نجومیوں کی فال کھولنے اور جاہل عورتوں کی سریع الاعتقادی کی صورت ایک ستھرا عامیانہ طریقے سے دکھائی گئی ہے۔ ۱۲

کیا بات کسی نے تھی کہی یہ — سوتا نہیں خواب میں کبھی یہ
پھرون نہیں ہاے زود ہیتا — کیا جانیں ہے کسطرح سے جیتا
(گویا اُسکی کو دیکھے دیتی ہوا) تو دیکھ تو کیسا بساط اس کی — مرجائے کہیں نہ دائی بندی
(آسمانکی طرف دیکھکر) آئی ہو جو اس کی مجھپہ آجائے — صدقے اس کے الا بلا جائے

کاہن (فال کھول کے) دایہ تجھے اس کی کیا خبر ہے — یہ عشق کا بھید سربسر ہے
تو باغ گئی تھی جھٹپٹے وقت — اس بچہ کو لے گئی تھی بیوقت
وہ تھا شب پنجشنبہ کا دن؟

دایہ سچ ہے تیری یہ بات کاہن

کاہن تھا گود میں تیرے یہ گل تر — تھی سرخ کلاہ اُسکے سر پر
کرتے کا تھا رنگ زعفرانی — اور گوٹ لگی تھی اسمیں دھانی
اُسوقت نہاکے تو اُٹھی تھی؟

دایہ کاہن ہان یہ خطا تھی میری

کاہن چوٹی تیری کھلی ہوئی تھی — پوشاک بتاؤن اب میں تیری
تھا اودے رنگ کا دوپٹہ — پہنے تھی سرخ پاجامہ

دایہ کاہن کچھ اور حال بتلا — سب سچ کہتا ہے تو کہے جا
اتنا تو بتادے پہلے للہ — ہو جان کی خیر یا نہیں آہ
ہوتا تھا جو اسکے واسطے یون — ہو ہی الٹے لیکے میں گئی کیون
کاہن یہ سب مری خطا ہے — بچے کا قصور اس میں کیا ہے

کاہن سن دایہ کچھ اور حال اسکا — تا تجکو رہے خیال اسکا
تیرا بھی نہیں قصور اس میں — کچھ اور رہی ہے فتور اسمیں
جب تو نے چمن کی سیر کی تھی — اک آگ سی وان لگی ہوئی تھی
پھولی ہوئی تھی شفق فلک پہ — چلتی تھی ہوائے تند صرصر
سوسن بہ زبان بے زبانی — کہتی تھی عشق کی کہانی
پھولون کی ہنسی تھی کچھ بھیانک — اک شور مچا تھا وان اچانک

باغ کا سمان جو یہان بیان کیا گیا ہے اسمیں حقیقت اور بھیانک پن کا رنگ ملایا ہے شاعر کا قصد یہ ہے کہ لذت والم خوف ورحم کے آثار ایک ہی ساتھ پیدا کرے باغ کے بیان میں لذت کی تخییل زیادہ ہوگی اور الم کی کم۔ اور قطع دوپہ والم کی اسکے برعکس ہی وجہ اسکی یہ ہو کہ آسیب کا تصور ایک تربیت یافتہ ذہن پہ کم اثر پیدا کر سکتا ہے۔ گو کہ عورتون کی تخییل پر اس سے بہت کچھ اثر ہوتا ہے مگر مردون کی تخییل پر بہت کم لیکن جلنے کا تصور ہر شخص پر بہت اثر ڈالیگا
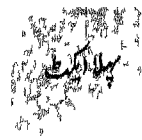
وہ سرو وہ سایہ وہ لب جو — اور وان پہ وہ قمریون کی کوکو

وان تھا وحشت پری کا پھیرا — سیمرغ جنون کا تھا بسیرا

اک چڑیا پھر سے اوڑ گئی تھی — تو دیکھنے جسکو مڑ گئی تھی

تھا حضرت عشق کا تو سایا — ناگہ دیو الم بھی آیا

(حضرت عشق کے نام پر دایہ کا بلائین لینا)

ہنسنے پہ گلون کے کھلکھلا کر — اک بار ہنسا تھا یہ گل تر

نرگس کے پاس رو دیا تھا — کچھ ہو کے اداس رو دیا تھا

سنبل سے پیچ و تاب مین تھا — سبزہ کے قریب خواب مین تھا

ناگہ بلبل کی آئی آواز — آواز مین کچھ تھا سوز کچھ ساز

سوتے مین سہم چونک اٹھا یہ بیتاب — اُسوقت یہ ہوگیا تھا بدخواب

کیا خواب مین دیکھتا ہے یہ گل — ہے یاس امید عشق بالکل

شبنم کو اس نے روتے دیکھا — بلبل کو جان کھوتے دیکھا

پامال خزان یہ باغ دیکھا — لالہ کے جگر کا داغ دیکھا

سمجھا کہ یہ عشق کی سزا ہے — اس باغ کی بس یہی ہوا ہے

یہ حضرت عشق کا عمل ہے — آسیب جنون کا کچھ خلل ہے

وحشت کا ہے اسکے سر پہ سایا — سودا کچھ دل مین ہے سمایا

دایہ

کاہن بتلا کوئی اوتارا — جینے کا تو اسکے ہو سہارا

اس بچے کے حال پر ترس کھا — اس حسن و جمال پر ترس کھا

کاہن

کچھ خوف تو جان کا نہین ہے — اس دکھ کی مگر دوا نہین ہے

کیا اسکا بتاؤن مین اوتارا

دایہ (ہاتھ جوڑ کے)

کاہن بتلا تو کچھ سہارا

کاہن

دایہ ہے عشق کی دوا حسن — ہی عشق تو آگ اور ہوا حسن

یہ آگ جو اس ہوا سے بھڑکے — جلنے والا کبھی نہ پھڑکے

جلنے کا مال دیکھئے تو — پروانے کا حال دیکھئے تو

تا ترس مین ہو جو شمع روشن — پروانہ کی دیکھے کوئی الجھن

بیتابی شوق کوئی دیکھے — جل جانے کا ذوق کوئی دیکھے

اندر شعلہ لپک رہا ہے — باہر یہ سر ٹپک رہا ہے

فانوس کا پردہ ہے جو حائل — مضطر ہے یہ مثل نیم بسمل

[illegible] — اک بار یہ جا کے حال دیکھتا

دایہ کاہن
کاہن کچھ صاف صاف بتلا — مین تو سمجھی نہ یہہ معما
جینا اسکا اگر ہے مطلوب — دکھلا اسکو جمال محبوب
بیٹھے کچھ لوگ خوب صورت — کرتے رہین جان و دل سے خدمت
پر یون مین یہ طفل پرورش پائے — دکھ درد ہو دل کی خلش جائے

پردہ گرتا ہے

دوسرا ایکٹ

سین (۱) محلسرا

(مجنون کھیلتا اور خوش ہوتا نظر آتا ہے)

مجنون (دل مین)
واہ[1] کیا نام ہے میرا مجنون — واہ کیا نام ہے میرا مفتون
دل سے بھایا مجھے مجنون کہنا — کیا خوش آیا ہے مجھے مجنون کہنا
شوق ہے شعر و سخن سے مجکو — ذوق ہے سیر چمن سے مجکو

(خواصین آتی ہین)

(اُنکی طرف دلی اشارہ کرکے)
ہین بہ خدمت مین گل اندام خواص — خاص ہین میری یہ گلفام خواص
ہے شفا بادۂ عشرت میری — ہے دوا جام محبت میری
(خواصونسے مخاطب ہوکر) آؤ اے میری خواصو آؤ — گاؤ اے میری خواصو گاؤ

خواصین (سب کی سب ملکر)
خدا[2] جانے کس کا یہ دل بتلا ہے — کہ پہلو مین اکثر اُسے ڈھونڈھتا ہے

---

[1] صنف کلام۔ مثنوی بحر رمل مجنون مسکن محذوف وزن فاعلاتن فعلاتن فعلن قصد شاعر مجنون کے لڑکپن کی وضع اخلاق طرز معاشرت کا بیان۔ یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ لڑکپن سے عاشق مزاج حسن پرست ہے اور اسکو شعر سے بھی ذوق ہے۔ اس مزاج کا لڑکا جوان ہوکر یا شاعر ہوگا یا حکیم یا دیوانہ ۱۲ منہ

مجنون کو شعر گوئی مین بہت اچھی دست گاہ حاصل تھی چنانچہ اُسکا دیوان جو والبی نے جمع کیا ہے قابل ملاحظہ ہے۔ ف اگر مجنون کے والدین اُسکی تربیت بچپن سے توجہ کرکے اسکو حسین خواصون کی صحبت سے بچاتے اور فطرت کی ظاہری خوبصورتی کی طرف متوجہ کرتے تو وہ شاعر ہوتا اگر اُسکو ظاہری خوبصورتی کی طرف کچھ دنون متوجہ کرکے اخلاقی اور ذہنی اور حقیقی جمال کی طرف متوجہ کرتے تو وہ عاشق علم یعنے فلسفی ہوتا ان دونون قسموں کی تعلیم کی طرف سے اُسکے والدین نے غفلت کی اور بچپن سے حسن ظاہری انسانی کی طرف متوجہ کیا گیا لہذا وہ دیوانہ ہوا ۱۲ منہ

[2] صنف کلام۔ غزل مسلسل بحر متقارب سالم وزن۔ فعولن فعولن چار بار قصد شاعر۔ خواصین ایک امیر زادے کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہین اور عشق مجازی کی لذتون سے اُسکو شناسا کرانے کو مین لایا جا ہتی ہین

گویا مجنون سے (مخاطب ہوکر)

ذرا درد و الفت کا کچھ ہم سے پوچھو ۔۔۔ تمہیں کیا خبر عشق میں کیا مزا ہے
ابھی کھیل سمجھے ہو تم عاشقی کو ۔۔۔ کسے رکھتے ہیں دل لگانا برا ہے
سمجھ بوجھ کے دل لگانا کسی سے ۔۔۔ برا ہی وہ معشوق جو بیوفا ہے
تمہیں کیا خبر شوق کہتے ہیں کسکو ۔۔۔ تمہاری بلا جانے کیا مدعا ہے
بتا و تو کیا شے ہے آزار فرقت ۔۔۔ یہ وصلت بھلا کس مرض کی دوا ہے
شراب محبت کے نشے ہیں کیسے ۔۔۔ خمار اسکا کیا ہو اُتارا اسکا کیا ہے

سین (۲) دبستانخانہ

تقریب بسم اللہ[۳] مجنون

مصاحب طفل[۴] غنچہ کی چمن میں آج بسم اللہ ہے ۔۔۔ جسطرف دیکھو ادہر بسم اللہ ہے
عبداللہ اور مجنون آتے ہیں۔

عبداللہ (قیس ہی مخاطب ہوکر) سنو[۵] ای قیس کہ ہوتا ہی تمہارا مکتب ۔۔۔ تمکو لازم ہی دل و جان سے پڑھو علم و ادب
یہ ادب کیا ہی شرافت کی علامت ہے قیس ۔۔۔ کہ ادب ہی سے تو جمتا ہی ہوئی قوم عرب

ہمارے ملک کے اکثر لڑکون کا لڑکپن مین یہی حال ہوتا ہے اور سن بلوغ کے قبل ہی گنا ہگار ہو جاتے ہین اور طرح طرح کے امراض مہلکہ جسمانی و روحانی مین مبتلا ہوکر دنیا و عقبے کہین کے کہین نہین رہتے ماں باپ پر فرض ہے کہ اپنے بچون کو ان بلاؤن سے بچائین مگر افسوس ہے کہ ہمارے اہل ملک خصوصًا ہمارے اکثر مسلمانون کو اسکا کچھ خیال نہین ۱۲ منہ

۳ تقریب بسم اللہ مسلمانون مین خاص ہے وہ دن جب لڑکا پہلے پہل پڑہنے کو بٹھایا جاتا ہے اکثر پانچ برس کے سن مین یہ تقریب ہوتی ہے اس مین ماں باپ موافق اپنے اپنے حوصلہ کے بہت کچھ دہوم دہام کرتے ہین مردانہ اور زنانہ دونون جگہ مہمان جمع ہوتے ہین مولوی صاحب جو بسم اللہ پڑہاتے ہین اُنکو حسب مقدور کچھ نہ کچھ نذر دی جاتی ہے امیرون مین خلعت سونے چاندی کے قلم دوات تختی وغیرہ غریبون مین کچھ نذر نقد قدر قلیل کوئی کپڑا شیرینی وغیرہ ۔

اس دہوم دہام کی فکر اس طرح کی جاتی ہے کہ اکثر لڑکے کا سن زیادہ ہو جاتا ہے اور وہ اچھی طرح آوارگی کا سبق خراب لڑکون لڑکیون مین کھیل کھیل کر حاصل کر لیتے ہین اور اُنکی قابلیت تربیت پذیری بالکل زائل ہو جاتی ہے ۔

۴ صنف کلام مطلع ۔ بحر رمل وافی محذوف وزن ۔ فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن دو بار قصد شاعر عبداللہ کے مصاحب اسبات کو ظاہر کر دین کہ آج قیس کا مکتب دہوم دہام سے ہونے والا ہے ۱۲ منہ

۵ صنف کلام ۔ قطعہ ۔ جزو قصیدہ بحر رمل وافی مجنون مسکن محذوف وزن ۔ فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن کن

اول [illegible] فعلاتن [illegible] مجنون لیتے فعلاتن سے لیا ہے ۔

عبد اللہ
علما پر ہی بہت آپکا الطاف امیر | جو مناسب ہے مرے حق مین وہی ہی انسب
فائدہ کچھ نہین تاخیر سے اب بسم اللہ | یہ کتاب اسکی ہی

(کتاب اخوند کو دیکے اور خوان اور کشتی کی طرف اشارہ کرکے)

وہ نذر کا سامان ہی سب
ہی وہ کشتی مین تو عمامہ بہ رومال و عبا | اور اُس خوان مین شیرینی و حلوا و رطب

مولوی (عبد اللہ سے مخاطب ہو کر) اس تکلف کی بظاہر تو نہ تھی کچھ حاجت | ہو نہ زر نقد بھی کچھ اُس مین وگرنہ ہی غضب

(دل مین خوان و کشتی کی طرف دلی اشارہ کرکے)

مولوی قیس کو بسم اللہ پڑھاتا ہے۔

عبد اللہ (رو بقبلہ دست دعا اُٹھا کے) بہ طفیلِ علما و فضلاے اسلام[۹] | میرے فرزند کو تو علم عطا کر یا رب

سین (۴) مکتب خانہ

مولوی حبیب کا لڑکون کو پڑھاتے نظر آنا
ایک ملازم کتاب لیئے ہوئے ہمراہ

قیس کی تادیب کے باب مین بھی عبد اللہ کی رائے نہایت صحیح ہے عجب نہین کہ عبد اللہ ان لوگون مین ہو جنکی عقل نظری تو درست ہوتی ہی مگر عقل عملی درست نہین ہوتی اسلیئے کہ اگر ایسا ہوتا تو وہ اپنے اکلوتے فرزند کی تربیت کے باب مین غفلت نہ کرتا جیساکہ اس نے کیا ۱۲ منہ

۹ سب سے زیادہ عبد اللہ کی دعا اس موقعہ پر نہایت مناسب معلوم ہوتی ہے۔ ہمارے رسول صلعم نے علما کی فضیلت مین ایسا کچھ فرمایا ہے کہ انکی مرتبے کو شہدا سے بھی بڑھایا ہے۔ اور کیون نہ ہو۔ اسلیئے کہ یہی لوگ تو سچے حامی دین اور اسلام کے ہین اور انہین کے مساعی جمیلہ کی برکت سے دین اسلام ابھی تک دنیا مین باقی ہے دہریون کے حملے انہون نے رد کیے فلسفہ کے مقابلہ سے انہون نے بچایا بادشاہون کے ظلم سے انہون نے نجات دلوائی مگر افسوس آجکل کے علما ایسے دائرہ تنگ و تاریک مین مرکز نشین اور زاویہ گزین ہین کہ وہ کسی طرح دین اسلام کی حالت پر رحم نہین کرتے دنیا مین بیشمار مسلمانون مین کرورون اور خاص ہندوستان مین لاکھون اہل اسلام بد اعتقاد فاسق دہریہ زندیق مشکک لامذہب پائے جاتے ہین دہریت اور لامذہبی کی بلا مین انگریزی تعلیم یافتہ نوجوان زیادہ مبتلا ہین مگر ان کے نزدیک ابھی تک انگریزی پڑھنا کفر اور انگریزی والون سے مناظرہ اور مباحثہ کرنا شرک ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے علم کلام جسکو کسی زمانے مین ہمارے دین کے فخر اور محقق علما نے ایجاد کیا رونق دی وہ بھی زنگ آلود تلوار کی طرح میان مین بیکار پڑا ہوا ہے اب کون ایسا سپاہی ہی جو اُس تلوار کو صیقل کرے اور میدان مین آکر توحید اور رسالت کے منکرون سے جہاد کرے ۱۲ منہ

سبق (۳)

مجنون (ایک خوبصورت لڑکی) لیلیٰ کی طرف دلی اشارہ کرکے

؎۱ ہر جا ہمین اللہ کی قدرت نظر آئی
مکتب مین جو آئے تو یہ صورت نظر آئی

لیلیٰ (دلمین قیس کو دیکھکر)

؎۲ مدت مین یہ چشم ہمارا نظر آیا
دل ڈھونڈتا تھا جسکو وہ پیارا نظر آیا

خونخوار خان (ایک سپاہی وضع) اپنے بیٹے طرار خان کو لیکے آتے ہین۔

خونخوار خان (لڑکے کا کان پکڑے ہوئے ہین) (مولوی صاحب سے)

؎۳ یہ لڑکا ہی میرا بڑا بے شعور
پڑھا دیجیے علم اسکو ضرور
اسے گھول کر سب پلا دیجیے
گدھا ہے یہ انسان بنا دیجیے

مولوی (نگاہ حیرت سے اس وضع اور اس انداز کو دیکھکے)

ذرا نام نامی تو بتلائیے
صفت انکی کچھہ مجھ سے فرمائیے

خونخوار خان

میاں نام ہی انکا جرار خان
ہین جرار خان ابن خونخوار خان

؎۱ صنعت کلام۔ مطلع غزل۔ یک حسن پسند طبیعت پر کسی خوبصورت شے کو دیکھکر پہلے پہل ایسا ہی کچھہ اثر ہوسکتا ہے ۱۲ منہ

؎۲ صنعت کلام۔ مطلع غزل بحر اور وزن دونون مطلعون کا یہی بحر۔ بحر ہزج وافی اخرب مکفوف محذوف وزن مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن لیلیٰ کے قول سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس مکتب مین وہ بٹھائی گئی تھی وہ اسکے رتبہ اور شان کے موافق نہ تھا یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے چچا کے بیٹے قیس کے مکتب مین داخل ہونے سے بہت خوش ہوگی ۱۲ منہ

؎۳ صنعت کلام۔ مثنوی۔ سوال وجواب اس مثنوی اور دیگر مثنویون مین یہ فرق ہے کہ ان مین متکلم (راوی) شاعر خود ہوتا ہے کہ وہ کسی شخص کا واقعہ بیان کرے اور اسمین متکلم خود وہی شخص ہوتا ہے جس پر واقعہ ہوا لہذا اسکو مثنوی مرثیہ (ڈرامیٹک) کہ سکتے ہین۔

بحر متقارب وافی مقصور یا محذوف وزن۔ فعولن فعولن فعولن فعول یا فعل قصد شاعر یہ ہے کہ اس مکتب کی حقیقت کو مفصلاً بیان کرے۔ اسمین کیسے لڑکے پڑھتے ہین کس قسم کے لوگ آتے ہین۔

جاہلون کا قاعدہ ہے کہ جب وہ اپنا نام یا اپنے لڑکے کا بتاتے ہین تو اسکا عرف اور پیار کا نام اور باپ دادا اسکے دادا سب کا ذکر اور نام اور خطاب بتلاتے چلے جاتے ہین یہان تک کہ دوسرا آدمی انکو چپ کرے خونخوار خان کی نوبت نہی کی کہ صرف اپنا ہی نام بتانے پر اکتفا کی مگر پھر بھی اپنی پیاری بی بی کا ذکر کیے بغیر نہ رہ سکے ۱۲

خونخوار خان کا خیال ہے کہ اسکا لڑکا بے شعور ہے اگر وہ تحصیل علم کریگا (جسکو وہ علم پڑھنا کہتا ہے) تو ضرور عقلمند ہو جائیگا یہ خیال غلط ہے طبیعت اور فطرت تحصیل علم سے نہین بدلتی خصوصاً وہ عادتین جو اسکی خراب تربیت نے اسکے لڑکے کے اخلاق مین پیدا کر دیتا ہین کیونکر بدل جائینگی۔ اگر بقول اسکے مولوی صاحب اسکے لڑکے کو گھول کر پلا دین (جسکی امید اسکو مولوی صاحب سے نہ ہونا چاہیے) پھر بھی وہ گدھا انسان نہین ہو سکتا ہے اگر وہ قبی

طرار بہت اپنی اماں کے ہیں لاڈلے — وہ کہتی ہیں طرار انہیں پیار سے

مولوی (لڑکے کو بھی مخاطب ہو کر) الٰہی سلامت رہے میری ماں — اُسی کا تو بیٹا ہوں میں بیگماں

(خونخوار خان سے مخاطب ہو کر) قیافہ سے ہی اس کے ثابت یہ بات — یہ لڑکا حقیقت میں ہے بد صفات

حقیقت میں عیار مکار ہے — حقیقت میں طرار فرار ہے

خونخوار خان ذرا آپ ٹھیک اسکو کر لیجئے — شرارت کرے تو سزا دیجیے

مولوی اگر یہ شرارت کرے گا یہاں — میں توڑ ونگا خوب اسکی سب پسلیاں

طرار (دل میں) ہے قصاب یہ مولوی نابکار — چھڑا اسکے پنجے سے پروردگار

مولوی (خونخوار خان سے مخاطب ہو کر) پڑھاؤنگا معقول و منقول سب — مگر لونگا مکتب کا معمول سب

خونخوار خان نہیں میں تو خدمت کے قابل جناب — پڑھا دیجیئے گا تو ہوگا ثواب

مولوی (دل میں) کہاں کا ثواب اور کہاں کا عذاب

(خونخوار خان سے) ابھی کچھ زر نقد کا ہو حساب

گدہا ہی تو ہیشک انسان نہیں بن سکتا۔ نہایت شریر لڑکوں کو ماں باپ اس لیے بھی اکثر مکتب میں بٹھاتے ہیں کہ اُنکے سر سے بلا ٹلے کچھہ دیر تو گھر میں امن و امان رہے عجیب نہیں کہ طرار خان بھی انھیں لڑکوں میں سے ہو۔

غریب ماں بہنوں کو بیشک کسیقدر راحت ہوگی مگر ناکردہ گناہ ہم مکتب لڑکے اُس آفت میں مبتلا ہونگے جس آفت سے بچنے کے لیے ماں باپ نے اُسکو گھر سے فاضل ہونے کو نکالا ہے۔ مولویوں کو مناسب ہے کہ ہر ایک لڑکے کا چال چلن قبل اسکے کہ وہ مکتب میں داخل کیا جائے اچھی طرح تحقیق کرلیں اور اگر اسکو داخل کریں تو شریر اور لڑکوں کو اُسکے شر سے بچانے کے ذمہ دار ہوں اور اگر اس ذمہ داری کو پسند نہیں کریں تو کبھی ایسے لڑکوں کو مکتب میں نہ لیں مولوی حشق الدین نے بھی غلطی کی جیسا کہ ظاہر ہوگا اور طرہ یہ ہے کہ مولوی صاحب اس لڑکے کا قیافہ بھی سمجھ گئے تھے مگر مکتب کے معمول کی طمع سے بٹھا ہی لیا۔

اس قول سے ظاہر ہے کہ طرار کے دل میں مولوی کی وقعت بالکل نہیں ہے اسکو استادوں سے ڈرنا تو آگیا ہے مگر محبت کرنا نہ سیکھا ہے نہ اُسے آتا ہے

موٹی موٹی لفظیں (معقول و منقول معمول کمبخت ملانوں کی قرأت کے ساتھ) بولنے سے یہ فائدہ ہے جہلا میں وقار بڑھے مکتب کا معمول ماہواری کے دو چار آنہ جمعرات کا پیسہ عیدی ایک آنہ۔ اس سے زیادہ کی امید خونخوار ایسے کم حیثیت سپاہی سے مولوی کو نہیں ہو سکتی خونخوار خان بھی پر مولوی صاحب کو بہا بہت باخدا سمجھتا ہے ایسے مولوی اُسکے دادا کے وقت میں ہوں تو ہوں اس زمانے میں بہت ہی کم ہیں۔

ثواب اور عذاب کے مسئلے کو مولوی صاحب خونخوار خان سے بہت اچھی طرح سمجھتے ہیں مگر اوسپر عمل کرنا اُنکے نزدیک ایسا ہی لغو ہے جیسا کہ وہ خونخوار کو سمجھتے ہوں گے فاعتبروا یا اولی الابصار ۱۲ منہ

سین (۳)

خونخوار خان — نہ خدمت مین ہرگز کرونگا کمی
مین چلبین بہرونگا حضور آپکی

مولوی (مطمئن ہوکر) — زیادہ تردد نہ فرمائیے
بس اب آپ تشریف لیجائیے

(خونخوار خان جاتا ہے)

مولوی (طرار سے مخاطب ہوکر) — بہت تم ہو بد ذات کیون لے اچا

طرار (مولوی صاحب سے مخاطب ہوکر) — بھلا تم سے کس نے کہا

مولوی (چپکے سے یہ سنکے نہایت غصہ مین) — ابے دونگا تجکو بہت گوشمال
طمانچون سے منہ تیرا کردونگا لال
ارے چپا
چچا کیون کہا تو نے یہ تو بتا

طرار (سہم کر چپکے سے) — نہ تھا قافیہ کوئی اس کے سوا

مولوی (تعجب سے) — تجھے قافیہ مین بھی ہی دخل ہے

طرار (سبق یاد کرنیکے لہجہ مین †) — الف سے بھلا پہلے کیسی یہ ب ہے

مولوی — بجا تم تو میرے بھی استاد ہو

طرار (دل مین) — تو کیا اسمین کچھ شک بھی ہو آپکو

مولوی (لڑکون سے) — پڑھائے ہین مینے کئی مولوی
بنائے ہین مینے کئی مولوی
حقیقت مین یہ ہی بڑا بدنہاد
ذرا دیکھنا اسکی عقل فساد

(زہرہ ڈومنی اپنی چھوکری خیلا کو مکتب مین لیکے آتی ہے)

زہرہ (کسیقدر تسلیم کے ساتھ) — مری عرض سن لیجئے اخوند جی
یہ زہرہ ہی مجرے کو حاضر ہوئی
یہ ہے چھوکری میری خانہ خراب
دیا ہی اسے مینے خیلا خطاب

(کسیقدر غرور کے لہجہ مین جس سے کچھ طنز بھی پیدا ہوا ††)

یہ چونڈے پہ میرے کرم کیجیے
ذرا اسکو شد بد پڑھا دیجیے
یہ علامہ ہر بات مین طاق ہے
ابھی سے ہر اک فن مین مشاق ہے
اگر چلبلا پن کرے کچھ یہان
تو ماردلے شوق سے قمچیان
یہ آوارہ لونڈون مین ہو ڈنپلے
ذرا مفت جوبن کو کھونے نہ پائے
کسی طرح کی مجھ مین وسعت نہین

مولوی (دل مین) — پڑھانے کی بھی ہمکو فرصت نہین
(زہرہ سے مخاطب ہوکر) — اجی واہ زہرا یہ کیا بات ہے
مگر اسمین اتنی ذرا بات ہے

---

† بھلا کا الف اور ب کی ی کو ذرا طول کرکہنے سے لڑکون کے سبق یاد کرنے کا لہجہ ہو جائیگا ۱۲ منہ

†† قصد شاعر زہرہ اور مولوی کی گفتگو سے اس امر کا ظاہر کرنا مقصود ہے کہ طوائف کو اس ملک کے نظام معاشرت مین کس درجہ [illegible]

زہرہ
شریفوں کی اولاد پڑھتی ہے یان — خلاف اُنکے گذرے گا یہ بے گمان
یہ ذمہ مرا آپ اسکو پڑھائین — کسی کا خطرا اپنے دل مین نہ لائین
بزرگون سے ان سبکے ہون آشنا — کرین گے بھلا عذر اسمین وہ کیا
(لیلی کی طرف اشارہ کرکے) یہ لیلے جو بیٹھی ہین صاحب تمیز — پدر کا ہی نام اُنکے عبد العزیز
(قیس کی طرف اشارہ کرکے) بڑے بھائی ہین اُنکے سردار قوم — یہ بیٹے ہین قیس اُنکے سالار قوم
سدا ان امیرون مین جاتی ہون مین — لڑکپن سے گاتی بجاتی ہون مین
(طرار کی طرف اشارہ کرکے) موا یہ جو لڑکا ہے دربان کا — مرے پاس باپ اسکا نوکر رہا

طرار (دل مین) یہ کہتی نہین ہے مرا آشنا — حقیقت مین وہ ہی ترا آشنا

زہرہ (مولوی سے) پڑھائین اگر آپ اسے غور سے — مین خدمت کو حاضر ہون ہر طور سے
(ایک اشرفی دکھاکر) یہ لونڈی کا نذرانہ ہووے قبول

مولوی (دل مین) ہوئی اشرفی مفت مین اک وصول
(زہرہ سے مخاطب ہوکر) فقط تھا اسی بات کا کچھ خیال — دگر نہ کرون عذر مین کیا مجال
پڑھا دونگا خوب اسکو علم و ادب — کہ خدمت کو حاضر ہو نہین روز و شب

زہرہ (ہنسکے) یہ کہتی ہی بندی ابھی صاف صاف — اسے شب کی خدمت سے رکھیو معاف
سرِ شام آتے ہین اُستاد جی — وہ کرتے ہین تعلیم اسے موسقی

مولوی (قرات سے لاحول پڑھکے) ہنسی کا یہ موقعہ یہ صحبت نہین — یہ لڑکون کا مکتب ہے خلوت نہین

زہرہ (قہقہہ مارکے) یہ کیا آپ نے مولوی جی کہا — نہین عشق کے واسطے کوئی جا

مولوی (متبسم ہوکے) مین سنتا تھا تمکو کہ ہو خوش مذاق — ملین آج باہم ہے نہ یہ اتفاق

طرار (دل مین) یہ کہتے نہین روز بجاتے ہین ہم — ہمیشہ مجیرے بجاتے ہین ہم
(زہرہ جاتی ہے)

مولوی ہوا ان بکھیڑون مین یہ دن تمام — بس اب جاؤ لڑکو کہ ہی وقت شام

قیس (دل مین) اے معلم ابھی نہ دے رخصت — اور جی بھر کے دیکھ لین صورت

ف[۱۵] صنف کلام مطلع بحر خفیف وافی مجنون مسکن محذوف وزن ۔ فاعلاتن مفاعلن فعلن ۔ قصد شاعر ۔ اسس تمام صحبت کا اس شخص کے دل پر کیسا اثر ہوا جس کا خیال ایکسا ہی طرف متوجہ رہا ۔

سین ۳ - سرِ راہ

مجنون

دلا[۱۲] کو، دلربا مین نہ جا — نہ مل یار سنگدل سے نہ مل
الم ہجر درد غم سہے ستم — خدا را مجھے بلا سے بچا
نہ کر تو پھر آ دہر سے نظر — بلا ہے بلا وہ زلف رسا
نہ دے غم مجھے خدا کے لیے

سین (۴) خوابگاہ قیس

قیس

پہلی شب فرقت۔ نالہ وزاری بیقراری

[۱۳] یاالٰہی شب فرقت کی سحر ہو کہ نہو — مجھپہ بھاری ہے یہ شب آہ بسر ہو کہ نہو
درد فرقت سے مری دم پہ بنی ہے یا رب — اسکو کچھ میرے تڑپنے کی خبر ہو کہ نہو
نالے کرنے دے مجھے ہجر مین اے بیدردی — دلکی حسرت تو نکل جائے اثر ہو کہ نہو
ہم تو دیکھا کیے کل پیار کی نظر دلسوز — اب خدا جانے ادہر انکی نظر ہو کہ نہو
ہدف تیر نگہ ہین جگر و دل دونون — درد دل ہو کہ نہو درد جگر ہو کہ نہو
اب تو بے سمجھے ہوے دل کا کیا ہے سودا — نفع کچھ ہو کہ نہو اسمین ضرر ہو کہ نہو
کل بھی اے دل تجھے لیجا ینگے ہم یار کے پاس — نذر دینگے اسے منظور نظر ہو کہ نہو

سین (۵) مکتب خانہ

قیس ولیلی کا دوبارہ دوچار ہونا

قیس (دل مین) [۱۴] اس نے پھر آج وہی شکل دکہائی — پھر ہمکو وہی چاند سی صورت نظر آئی
لیلی (دل مین) وہ چشم وہ ابرو وہ اشارا نظر آیا — تو آج بھی ہمکو وہی پیارا نظر آیا
مولوی (لڑکون سے) [۱۵] یہ وقت سبق ہے آؤ لڑکو — سب اپنا سبق سناؤ لڑکو

---

[۱۲] صنف کلام - ابیات مثل مسمط چار خانہ۔ بحر پارسی یا ربد یا چار راہ وزن۔ مفاعیل فاع لات فعل۔ ایکبار۔ مقصد شاعر - اظہار اس امر کا کہ مجنون لیلے کو دل دینے مین پس و پیش کرتا ہے۔ اسکو حالت تردد کہتے ہین ۱۲

[۱۳] صنف کلام - غزل بحر رمل والی مخبون محذوف وزن فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن - دوبارہ۔ (رکن آخر (فعلن) بعض مصرعون مین مسکن (بہ سکون عین) لیا گیا ہے ۱۲

[۱۴] دیکھو حاشیہ صفحہ ۱۰ صنف کلام شعر غزل۔

[۱۵] دیکھو حاشیہ صفحہ ۱۶ صنف کلام مطلع۔
صنف کلام - بیت بحر ہزج مخرب واخرب مقبوض محذوف وزن - مفعول مفاعلن فعولن دوبار۔

لیلیٰ (معشوقانہ انداز سے)

الف ہے اک اٹو کہا حرف اسے اپنی دا سمجھے — ہمارے بانکپن میں بھی ہے کیوں ہم اسکو کیا سمجھے
تغافل تے سے اور ثے سے ثابت ہے ثواب اسکا — جو سمجھے جیم سے جلوہ تو حے سے ہم حیا سمجھے
ہوئی خے دال سے اور ذال سے ہم خود نما ایسے — کہ دیوانوں کی ذلت اور رسوائی روا سمجھے
ہوا یہ زا سے سین و شین سے اور صاد سے حال — کہ زیب اور سادگی اور شرم کو صبر آزما سمجھے
کھلا یہ ضاد و طا و ظا و عین و غین سے مضمون — ضیا طلعت کی سمجھے ظلم و عشوہ غمزہ سمجھے
ہوا یہ فا و قاف و کاف و لام و میم سے روشن — فریب و قتل سمجھے اور کرشمہ ہم لقا سمجھے
یہ نون و وا و ہا و یا سے ہم مطلب سمجھتے ہیں — کہ ناز و وصل و ہجر ہائی کو یوسف لقا سمجھے

مجنون (عاشقانہ طرز سے)

الف سے ابتدائے الفت اہل دل سمجھے — اسیکو ابتدا سمجھے اسیکو انتہا سمجھے
نہ سمجھے بے سے کچھ ہم بے نوا لیکن بلا سمجھے — بری ہے بے وفائی عشق میں اسکو برا سمجھے
نہ سمجھے تے سے ہم تفتہ جگر تاریک دل لیکن — تغافل تلخ تر ہے اسکو ہم ترک وفا سمجھے
یہ ہے ثے کا اشارہ عشق میں ثابت قدم رہنا — نہ سمجھے جیم سے ہم کچھ مگر جور و جفا سمجھے
ہوئی حے سے عیاں حیرت کہ جب ہے حشر و حرماں — ہوئی خے سے خرابی خود نمائی سے خطا سمجھے
دل دیوانہ سمجھا دال سے اک درد کا پہلو — نہ سمجھے درد کو ہم کچھ مگر دل کی دوا سمجھے
جو ذلت ذال سے سمجھے تو رے سے سمجھے رنجوری — نہ سمجھے زے کو لیکن زخم اور رحمت فزا سمجھے
ستم ہے سین سے اور شین سے شور و شغب بیکل — جو سمجھے صاد صحرا کو تو ہم صبر آزما سمجھے
ضلالت ضاد سے سمجھے کہ سے ہے طا طریق گردنکا — نہیں ہے ظا سے لیکن ظلم اسے ظلمت ذکا سمجھے
اگر ہے عین عین عشق تو ہے غین غین غم — جو فے کو ہم فنا تو قاف کو اپنی قضا سمجھے
نہیں ہے کاف جز کاکل نہیں ہے لام جز لیلےٰ — کبھی لب اسکو سمجھے اور کبھی لطف رسا سمجھے
فراق ہے میم سے مرنیکا اور ہے نون ناکامی — وفا کو واو سے اور ہے سے ہم ہا سے ہوا سمجھے
یہ حرف یا جو ہے دو بار نام یار میں آیا — نہ سمجھی اسکو ہم اخوند جی تلا دیا سمجھے

مولوی — خوب سمجھے۔ میاں طرار تم تو ذرا اپنا سبق سناؤ اور تیزی طبع کے جوہر دکھاؤ۔

طرار — بتا دیں[۲۳] ہم الف بے سے جو کچھ اچھا برا سمجھے — بھلائی کو برا سمجھے برائی کو بھلا سمجھے

مولوی — چپ چپ خاموش خاموش۔ بی خیلا صاحب۔ آپ کیا سمجھیں سمجھے

خیلا (اٹک اٹک کر) — الف[۲۴] سے اپنی آنکھوں کی قسم میں آشنا سمجھی — اور اس بے سے جو بی ذریعہ تو پھر بالکل بلا سمجھی

---

۲۳ دیکھو حاشیہ گذشتہ قصد شاعر۔ اظہار وضع طرار۔

۲۴ دیکھو حاشیہ گذشتہ قصد شاعر۔ اظہار وضع خیلا۔ یہ بھی دیکھنے کی بات ہے کہ مولوی کو لیلے اور مجنون اور طرار اور خیلا ۔ کے وضع اور ارادہ کے سمجھنے کا بہت اچھا موقع حاصل تھا مگر پھر بھی وہ اس پر متنبہ نہوا ۔ یا وہ متنبہ ہوا تو اس نے اپنے فرض کے پورا کرنے میں کمی کی ۔ اس شعر کی ردیف میں یاے مجہول کو عمداً یاے معروف سے بدل دیا ہے

مولوی (خیلا سے مخاطب ہوکر)
(سب لڑکون سے)
سنو لڑکو نہیں اب کچھ مرا کام　　مین گھر جاتا ہون ہے یہ وقت آرام
(خوب سمجھین)
نہ ہونے پاے مکتب مین شرارت　　سبق تم یاد کرنا با فراغت
جو بھولے کوئی تو اُسکو بتانا　　جو تم مین ہین نئے اُن کو پڑھانا
کرین سب تختیان ہو دا کی فرصت　　الف بے کوئی لکھے کوئی با بت

مولوی صاحب یہ کہکے جاتے ہین میان طرار کسی بہانہ سے علحدہ آتے ہین۔

طرار
گئے اخوند جی ہے وقت مہلت　　بس اب مکتب سے مین ہو جاؤن چپت

لڑکے (طرار کے پیچھے دوڑ کے)
کہان جاتا ہو اے طرار فرار　　ترے سر پہ ہم آپہونچے خبردار
تہوڑی دور جاکے پھر آتی ہے)

خیلا (دل مین)
گئے طرار کو سب تو پکڑنے　　گر یہ قیس و لیلیٰ کیون نہ آئے
جو کچھ آپس مین یہ باتین کرین اب　　یہان گے ہم کھڑے ہوکر سنین سب

لیلیٰ (خوب چلا چلا کر)
الف اللہ کی نشانی ہے　　بندگی اُسکی بے جانی ہے

مجنون
کتاب دیکھ چکین۔ اب ذرا ادہر دیکھو　　حجاب ہو جو اجازت تو اک نظر دیکھو
کسی کا خون نہ کرے یہ نگاہ بے پروا　　کسی کی جان نہ لے چشم فتنہ گر دیکھو
لگاؤ باد ہوائی نہ تیر نظرون کے　　نشانہ تاک نہ میرا دل و جگر دیکھو
کسی کے دم پہ بنی ہی یہ بیری کیا تک　　خدا کے واسطے لیلے ذرا ادہر دیکھو

لیلیٰ
کوئی بتائے کہ ہم کیون بھلا ادہر دیکھین　　بلا کو اپنی غرض کیا جو اک نظر دیکھین

---

۲۲ صنف کلام۔ مثنوی (دمرقعے) بحر ہزج مخبر و مقصور یا محذوف مفاعیل مفاعیلن فعولان دوبار۔ یا بجائے فعولان کے فعولن قصد شاعر۔ اظہار غلطی مولوی جہان اس قسم کے لڑکے پڑھتے ہون اُنکی زیادہ حفاظت چاہیئے نہ یہ کہ مولوی مکتب کو اُن کی شرارت کے سپرد کرکے خود آرام مین مشغول ہو۔ ایسی غلطیان ہمارے دیسی مکتبون مین بہت ہوا کرتی ہین اور اسکی اصلاح کی طرف نظر کرنا ان لوگون کا فرض ہی جنکی پیارے بچے ان مکتبون مین تعلیم پاتے ہین ۱۲

۲۳ صنف کلام۔ مطلع بحر خفیف وافی مخبون مسکن محذوف۔ وزن فاعلاتن مفاعلن فعلن دوبار۔ قصد شاعر۔ اظہار کیفیت شرم جو ایسے موقع پر طاری ہوتی ہو اور اُسکو ٹالنا۔ اس کیفیت کا ادا کرنا ایک عمدہ ایکٹر کا کام ہے شاعر نے صرف اس حالت کی طرف متوجہ کردیا ہے ۱۲

۲۴ صنف کلام۔ غزل مسلسل (یا مرقعے یا خطابی) بحر مجتث وافی مخبون مشعث محذوف۔ وزن۔ مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن دوبار۔ قصد شاعر۔ اظہار عشق و تمنا۔

۲۵ دیکھو حاشیہ گذشتہ قصد شاعر۔ اظہار انداز شوقانہ حجاب کے ساتھ۔ لیلیٰ نے انداز معشوقانہ سے عاشقی کی ادا بھی نکلتی ہے اور یہ مصرعہ اُسپر شاہد ہے "جو کچھ بھی ہو تو کسی کا دل و جگر دیکھین" لیلیٰ کو اپنی رسوائی کا بھی حد سے زیادہ خیال ہے اور ایک شریف زادی کو ہونا چاہیئے ۱۲ منہ

آوارہ مزاج ہوگئے ہین — مفلس محتاج ہوگئے ہین
ورثے کی امید پر جو لین قرض — جورو کا ادا کرینگے کیا فرض
مرنا مان باپ کا جو چاہین — بی بی سے موے وہ کیا نباہین
امید کا ڈر نہین ہے ان کو — کچھ خوف و خطر نہین ہے ان
جلسون مین شراب پیکے جانا — میلے ٹھیلون مین غسل عجب
اچھے لوگون سے ان کو نفرت — شہدے گرگون سے انکو صحبت
سیکھے کوئی نوج انکا شیوہ — سٹہ گالی گلوچ انکا شیوہ
تاکین جو رنڈیون کا گہنا — کیا ان سے کسی کو ہوگا لینا
کچھ شرم انھین نہ کچھ حیا ہے — پھر ان سے کہو امید کیا ہے

بیگم

زہرہ سچ کہتی ہے تو بالکل — اس گھر کا چراغ ہی بڑا ہے
وہ قلیں جو ہے مرا بھتیجا — وہ بھی کچھ کم برے سے ہے جو
اب کیا کہون فخر خاندان ہے — یون تو وہ جگر ہے میری جان ہے
اطوار برے ہین اس کی زہرہ — آثار برے ہین اس کے زہرہ
کس ناز و نیاز سے پلے ہین — اپنی امان کے لاڈلے ہین
کہتی نہین مین یہ کچھ ہنسی سے — خدمت مین لونڈیان ابھی سے
ہرچند نہین یہ کہنے کی بات — کیا منہ سے کہون کہو بری بات
دن رات ہے اُنسے پیار اخلاص — اک بات ہے اُنسے پیار اخلاص
یہ لاڈ کبھی سُنے نہ دیکھے — یہ کھیل تو کھیلتے نہ دیکھے
یون ناز اٹھائین جبکہ مان باپ — بچے ہون خراب آپ سے آپ

زہرہ

کیا بات کہی ہے واہ بیگم — ہان بات یہی ہے واہ بیگم
لیکن اک بات پوچھتی ہون — تقصیر معاف ہو تو پوچھون
دانا ہوکر بنی ہو نادان — صاحبزادی کا کچھ نہین دھیان
ہرچند کہ ہین ابھی وہ کمسن — مکتب مین بھی جا سکین نہین دن
نکلی کمبخت بات مین بات — اور بات بھی وہ جو ہے خرافات
مکتب ہی وہ جسمین تمہیں جائین — عشق الدین جہان پڑھانے جائین
اول تو بڑا وہ مولوی ہے — دیہاتی مُلّا وہ مولوی ہے
باتون کا نہین جسے سلیقہ — کیا جانے پڑھانے کا طریقہ
اب آگے نہ کچھ کہے گی بندی — عاقل کو ہے اشارہ کافی
لڑکی ... لڑکے ... — ... کہ ...

بیگم حرمت کا بھی کچھ تمھیں نہیں ڈر — بن بیاہی کو بھیجتی ہو باہر
زہرہ سچ کہتی ہے تو بے شک — مجکو نہ تھا اسکا دھیان ابتک
لیلےٰ خیر آج تو گئی ہیں — اب جانے نہ دونگی حشر تک میں
پڑھنے کا بہت ہی ذوق اسکو — ہے شعر و سخن سے شوق اسکو
آتو رکھونگی کوئی گھر پہ — اب جانے نہ دونگی اسکو باہر

(زہرہ جاتی ہے لیلےٰ آتی ہے)

بیگم لیلےٰ مکتب میں اب نہ جانا — منظور نہیں مجھے پڑھانا

لیلےٰ (ماں سے مخاطب ہو کر) جو آپ کہیں وہی ہے بہتر
(دل میں) ہر چند کہ ہو وہ شاق دلبر

سین (۷) خوابگاہ لیلےٰ

لیلےٰ قیس پیارے اب ترا ملنا مجھے دشوار ہے[29] — باپ ماں کی قید سے لیلیٰ بہت ناچار ہے
کہتی تھیں اماں تری نسبت کو آتے ہیں پیام — اب کہوں کس سے کہ شادی سے مجھے انکار ہے
یا الٰہی قیس کے ہاں سے آئے نسبت کا پیام — پھر نہ اماں کو عذر رہے مجھکو نہ کچھ تکرار ہے
زہر کھا لیتی نہ ہوتی گر ترے ملنے کی آس — اندنوں مجھکو زندگی سے بھی مرا بیزار ہے
ہائے رہ رہ کے کلیجے میں مرے اٹھتا ہے درد — عشق کہتی ہیں جسے کیا وہ یہی آزار ہے

سین (۸) مکتب خانہ

(قیس مکتب میں آتا ہے لیلےٰ کو نہ دیکھکر گھبراتا ہے)

قیس (دل میں) اے چرخ ستم پیشہ یہ کیا چال ہے تیری[30] — مکتب میں نہ کیوں آج وہ طفل نکو آئی
اخوند اے قیس کہو تم ہو کہاں جان کدھر ہے[31] — مکتب میں تو بیٹھے ہو مگر دھیان کدھر ہے
(قیس کے پاس جا کر) کیوں تم کو ہے کیا دکھ ہے تمھیں کچھ تو بولو
(دھمکا کے) بے مار کی تو بہ!
(طمانچہ مار کے) چلو اب خوب سا رو لو

قیس گریہ بے اختیار۔

---

[29] صنعت کلام غزل مسلسل بحر رمل مثمن محذوف وزن۔ فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن دو بار قصد شاعر اظہار حالت مجبوری و عشق۔

[30] دیکھو حاشیہ

[31] وزن ایضاً بہ تبدیلی زحافات صنعت کلام ابیات۔

قیس	(دل میں)	ہمنے تو کھائی تھی کبھی سیلی اُستاد	اے حضرت عشق آج یہ پہلی ہوئی [illegible]
طرار		اخوند جی صاحب خبر اسکی تمہین کیا ہی	لیلی نہیں آئیں وہین دل انکا لگا ہے
خیلا	(مجنون سے)	ہم سنتے ہین پردہ میں بٹھائی گئیں لیلی	تا حشر تو مکتب مین اب آتی نہین ہیں
اخوند		لو آج کھلا واہ بڑا کام کروگے	کیا قصد ہی صاحب مجھے بدنام کروگے
		آوارہ مزاج نکلا پڑھانا نہین اچھا	بس جائیے ہان آپ کا آنا نہین اچھا
قیس	(دل مین)	مکتب سے نکالے گئے اب منھ کسے دکھلائین	اے حضرت دل آؤ کہین اور نکل جائین

سین (۸) در مکتب

حضرت دل کہو اب کیا آپکا ارشاد ہی — آپکے قابو مین اب یہ بندہ آزاد ہی
پھر چلوں مکتب کو یا فرمائیے گھر کو چلوں — باپ کا ڈر ہی وہان یہان سیلی استاد ہی
شوق کہتا ہی کہ چلیے کوہ و صحرا کی طرف — گو کہ وہین مراد خاطر ناشاد ہی
اپنی رسوائی کا ڈر ہی اسکی بدنامی کا خوف — بدگمانی ہو وہان اور خنجر بیداد ہی
میکدے کو چلیے گر ہو بیخودی کی آرزو — بتکدے کو چلیے گر اُس بت کی جی مین یاد ہی
کوچہ گردی ہو اگر ہی سنگ طفلانکی ہوس — سیر گلشن ہو جو ذوق نالہ و فریاد ہی
چلیے صحرا کو جو ہو سایہ بیولونکا پسند — چلیے زندان کو جو شوق زیور فولاد ہی

(پردہ گرتا ہے)

ایکٹ سوم

سین (۱) دیوانخانہ

عبداللہ	(دل مین)	کیا ہوا قیس اب تک نہ آیا	اس مین اسرار کیا ہے خدایا
	(نوکرون سے)	کوئی اخوند کے پاس جائے	کیا سبب ہی ذرا پوچھ آئے

(ایک ملازم طرار کو لیکے حاضر ہوتا ہے)

صنف کلام غزل مسلسل (مرثیے یا خطابی یہان خطاب نفس یا دل سے) قصد شاعر۔ اظہار حالت انتشار۔ ایک بڑی بات کا قصد تو کر لیا ہی مگر انجام دینی مین جو مشکلات درپیش ہین اُن پر غلبہ حاصل کرنے کے لیے طبیعت کوشش کرتی ہی ایسی حالت بیشتر اُسوقت طاری ہوتی ہی جبکہ انسان کسی امر عظیم کے اقدام کا قصد کرے مثلاً خودکشی یا قتل عمد ۱۲
مجنون ابھی کم سن ہی اُسکو گھر سے بھاگنا نہایت دشوار ہے۔ مانا کہ اسکو مکتب سے نکالے جانے کی بڑی شرم ہی وحشت عشق اسے بھی شہ دے رہی ہی مگر پہلے پہل گھر سے نکلنا بھی آسان نہین ہی۔
صنف کلام مثنوی (خطابی) بحر متدارک وافی اخذ وزن۔ فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن فع۔ قصد شاعر۔ اظہار تشویش۔

ملازم: یہ جو لڑکا ہے طرار نامے — یہ بھی پڑھتا ہے مکتب مین اُنکے
آپ سے کچھ کہا چاہتا ہے

عبداللہ: ہان بتا جلد کیا چاہتا ہے

طرار: مجکو بھیجا ہی اخوندجی نے — اور کہا ہی یہ کہہ دینا ان سے
قیس نے کی تھی یان کچھ شرارت — اسلیے حسب ارشاد حضرت
مین نے اِک انکو مارا طمانچا — اسپہ کچھ اُنکو آیا جو تہا
چلدیے اُٹھکے مکتب سے گھر کو — اسپہ لازم ہی تنبیہہ کچھ ہو
رعب میرا نہین مانتے وہ — مجکو اصلا نہین مانتے وہ
ورنہ اُن کا پڑھانا ہے مشکل — اُن کا مکتب مین لگتا نہین دل

عبداللہ: شوق سے وہ تو جاتا تھا مکتب — کیا سبب دل نہ لگنے کا ہی اب

طرار: اسکا حال آپ پوچھین نہ مجھسے

عبداللہ: سچ بتا پوچھتا ہون مین تجھسے

طرار: وہ نہین گے تو مارین گے مجکو

عبداللہ: مار کا اُسکے کیا ڈر ہے تجھکو
پوچھتا ہون مین تجھسے خبردار — سچ بتا ورنہ تو جان طرار

طرار: خیر سن لیجیے یہ حال حضرت — انکو لیلیٰ سے تھی کچھ محبت
پیار اخلاص ہوتے تھے دنبہر — چھپ کے جاتے یہ اُنکے گھر پر
گذرے ان باتون کو دو مہینے — کہدیا اُنکی مان سے کسی نے
سنتے ہین وہ نہ آئین گی مکتب — جی لگے انکا مکتب مین کیون اب

عبداللہ: چل بے چل دور ہو تو یہان سے — اب نہ نکلے کبھی یہ زبان سے
(دل مین) اچھی صورت پہ ہے قیس مائل — کیا عجب ہی جو یہ سچ ہوا ہو دل

سین (۳) کوچہ و بازار دشت و کوہسار

(عبداللہ قیس کو تلاش کرتا ہی)

عبداللہ: کیا ہوا[۲] قیس پیارا ہمارا — کیا ہوا وہ دلارا ہمارا
(مجنون کے تصور سے مخاطب ہوکر) گھر مین آے نہ مکتب سے پھر کر — غم ہوا کیون گوارا ہمارا
(آسمان سے مخاطب ہوکر) اے فلک تو ہی بتلادے ہمکو — کیا ہوا ماہ پارا ہمارا

---

[۲] صنف کلام غزل مسلسل (خطابی) بحر و وزن کے لیے دیکھو حاشیہ صفحہ ۲۸ قصد شاعر اظہار محبت پدری۔

ایک راہگیر
عبداللہ

(مجنون کو تصور سے مخاطب ہو کر)

باپ کہتا کہاں جاکے ڈھونڈھے — کیا ہوا وہ ستارا ہمارا
زیست اپنی ہی بس اُسکے دم تک — ہے وہی ایک سہارا ہمارا
تم ادھر ہم اُدھر گھر سے نکلے — گھر ہی بگڑا تمھارا ہمارا
تو قسم ہم سے گر کچھ کہیں ہم — مانو کہنا خدارا ہمارا
دیکھ تو وہ ہو تیرا بیٹا — وہ پسر ہے ہمارا ہمارا

(مجنون سے مخاطب ہو کر)

سلہ
تیرا کیا حال ہے جانِ بابا — کیا بُرا حال ہے جان بابا
کیوں خفا ہو گئے ہم سے بیٹا — کیوں جدا ہو گئے ہم سے بیٹا
کیا جنون تیرے سر میں سمایا — باپ ماں کا نہ کچھ دھیان آیا
تجھ سے تھا زندگی کا سہارا — تو نے کیوں جیتے جی ہم کو مارا
یہ سمائی ترے دل میں کیسی — کیا مصیبت پڑی تجھ پہ ایسی
رنگ چہرے کا ہے زعفرانی — جو کبھی آگے تھا ارغوانی
پیرہن چاک ہے تا بہ دامن — پاؤں پر خاک ہوتا بہ دامن
آہ و زاری ہے اور بیقراری — سینہ کوبی ہے اور اشکباری
آہ جنگل میں پایا نہیں کچھ — تو نے کے دن سے کھایا نہیں کچھ
ہم نے مانا کہ بیتاب تھا تو — رنج سے بے خور و خواب تھا تو
ہم سے کیا شرم تھی تجھکو ایسی — بیٹیاں کہہ گذرتی ہیں جی کی
دل ہی دل میں عجب رنج سہتا — اپنی ہمجولیوں سے تو کہتا
کچھ نہ کچھ اسکی تدبیر کرتے — ہم تو اک دن نہ تاخیر کرتے
میرے بھائی کی بیٹی ہے لیلی — ہر طرح تجھکو ہے وہ پہنچتی
کیا چچا تیرا انکار کرتا — بیٹی دینے میں تکرار کرتا
گھر ترا ہم تو آباد کرتے — کرکے شادی تجھے شاد کرتے

تلہ صنف کلام مثنوی خطابی یا مرثیے۔ بحر روزن دیکھو حاشیہ صفحہ ۲۹ قصہ شاعر۔ اظہار محبت پدری عبداللہ کی طرف سے شرم و حجاب قیس کی طرف سے۔ عبداللہ اظہار کرتا ہے کہ جس مطلب کے لیے تو گھر سے نکلا وہ میرے امکان میں تھا قیس اپنے مطلب کی بات باپ کی زبانی سنکر اپنے ہی آنے سے پشیمان ہے۔ قیس اپنے باپ سے عشق لیلی کو اظہار نہیں کرتا وہ جانتا ہے کہ باپ اس سے خود ہی واقف ہے پھر میں کیوں بے شرم ہو کر اپنا جوش ظاہر کروں قیس صرف عفو تقصیر کا طالب ہے اور اپنے باپ کے ساتھ گھر چلنے پر بالکل راضی ہے۔ اسیلیے کہ اسکو وصل محبوب کی امید دی گئی ہے۔

مجنون
مجھسے بیشک ہوئی یہ حماقت　زندگی بھر رہیگی خجالت
گھر مین جانے کے قابل نہین ہین　منھ دکھانے کے قابل نہین ہین
حکم تعزیر فرمائیے اب　عفو تقصیر فرمائیے اب

عبداللہ
اس مین کیا تیری تقصیر پیارے　یہ بھی تھا حکم تقدیر پیارے
اس بڑھاپے مین یہ دکھ اٹھاؤن　ٹھوکرین کوہسارون مین کھاؤن
جو ہوا اس پہ اب خاک ڈالو　ساتھ میرے چلو اپنے گھر کو
چل کے شادی رچاؤن تمھاری　اب دولھن بیاہ لاؤن تمھاری

سین (۳) دیوانخانہ عبدالعزیز پدر لیلے

(عبداللہ مجنون کے لیے لیلی کی خواستگاری کو جاتا ہے)

عبداللہ
مرئی[۵۹] التجا تم سنو چھوٹے بھیا　غلامی مین لو قیس کو چھوٹے بھیا
نہ اب قیس میرا نہ لیلی تمھاری　یہ بیٹا تمھارا وہ بیٹی ہماری
خدا نے دیا عمر بھر مین یہ بیٹا　جو سمجھو تو ہے ساری گھر میں یہ بیٹا
یہی ہے ریاست کا مختار بھائی　یہی قوم عامر کا سردار بھائی

عبدالعزیز
بجا ہے یہ ارشاد اے بھائی صاحب　سوا اسکے اب کون ہی بھائی صاحب
یہ نسبت بہت روز سے دلنشین ہی　مگر کیا کرون میرا قابو نہین ہے
نہین مان کو لیلی کی منظور بھائی　اسی سے ہوا مین بھی مجبور بھائی
کئی بار یہ تذکرے آ چکے ہین　ہر اک طرح سب اسکو سمجھا چکے ہین
نہین مانتی وہ کسی کا بھی کہنا　بس اب ہمین لازم ہے خاموش رہنا

عبداللہ
یہ تکرار تمکو مناسب نہین ہے　یہ انکار تمکو مناسب نہین ہی
یہ سمجھو کہ پاس قرابت بھی ہو کچھ　قرابت نہ سمجھو حمیت بھی ہو کچھ
بڑے بھائی کی التجا کو تو مانو　نہ مانو کسی کو خدا کو تو مانو
نہین ایسے بھابھی کی کہنے مین ہو تم　جو ہو بات دل مین وہ منھ سے کہو تم
اگر مہر پر کچھ ہو تکرار بھائی　تو ہر طرح سے ہون مین تیار بھائی
مرا مال و املاک دولت لکھا لو　مری جائداد و ریاست لکھا لو

عبدالعزیز
زیادہ نہ محجوب فرماؤ بھیا　نہین اسکی مان کو یہ منظور اصلا
بغیر اسکی مرضی کے ممکن نہین ہی　کسیطرح یہ مجھسے ممکن نہین ہی

---

[۵۹] صنعت کلام مثنوی (خطابی) بحر متقارب وافی سالم وزن۔ فعولن فعولن فعولن فعولن دوبار۔ قصیدہ شاعر ایک
[illegible]

عبداللہ

نہ کچھ باغ سے ہمکو مطلب نہ گھر سے — نہ کچھ مال سے ہمکو مطلب نہ زر سے
کسی طرح بھی جو منظور ہوتا — تو کچھ مہر کا اُسمین مذکور ہوتا
نہ منظور ہونے کا آخر سبب کیا — وہ مطلب نہین ہے تو پہر ہے طلب کیا

عبدالعزیز

تو کچھ ہی برائی حسب اور نسب مین — لحاظ اسکا ہوتا ہے قوم عرب مین
نہین ذات مین بھی کسیطرح کم تم — کہ ہین ایک داداکی اولاد ہم تم

عبداللہ

نہین کچھ حسب اور نسب مین برائی — کہ آخر جو تم ہو وہی ہم ہین بھائی
کسی طرح کی سب نہین ہے برائی — نہ یہ ہے نہ وہ ہے تو پہر کیا ہے بھائی
بس اب وجہ انکار کر صاف کہدو — جو آئی ہو دل مین اُسے منہ پہ رکھو
بھلا فائدہ کیا ہے اس گو مگو سے — مرادم الجھتا ہے اس گو مگو سے

عبدالعزیز

نہ کہو لیجئے صاف اب مجھسے حضرت — کہ یہ امر ہوگا خلاف طبیعت
اگر قیس کے ہوتے اطوار اچھے — تو پائے جاتے کچھ آثار اچھے
بھتیجے کے ہوتے کسے بیٹی دیتا — نہین کا کبھی نام بھی مین نہ لیتا
نہین بات مین اُسکی سنجیدگی کچھ — طبیعت مین ہے اُسکی شوریدگی کچھ
کیا میری بیٹی کو رسوا یہ کیا تھا — مجھے تو کہیں کا نہ رکھا یہ کیا تھا

[illegible]

یہ بیہودہ سودا جو سر مین سمایا — بزرگون کا بھی دھیان لیکن نہ آیا
چچا کی یہ حرمت ہے یہ بھی نہ سمجھا — گھرانے کی عزت ہے یہ بھی نہ سمجھا
سمجھئے اگر تو یہ صدمہ نہین کم — یہی تا بھتیجا تھا جب ہو رہے ہم
ابھی سے جو یہ عاشقی کا مزا ہے — تو پہر آگے چلکر خدا ہی خدا ہے
یہ آوارگی ہو طبیعت مین جنکی — بھلا اُنکو کسطرح دے کوئی بیٹی

عبداللہ

عبث قیس سے تمکو ہے بدگمانی — مناسب نہین ہے یہ نامہربانی
محبت ہی ہے کوئی تقصیر بھائی — اگر ہے تو کیا اُسکی تعذیر بھائی
محبت بھی وہ پاک ہو جو محبت — کہ بچپن کو ہوتی ہے ایسی ہی الفت

سین (۴) دیوان خانہ عبداللہ

(عبداللہ قیس کو خبر مایوسی سناتا ہے)

عبداللہ

شعر
ہائے کیا حال ہوا غم سے تمہارا ای قیس — دھیان لیلی کا اب چھوڑو خدارا ای قیس
کتنا سمجھایا کیے ہم پہ رسیلے کو — پہ نہین مانتا کہنا وہ ہمارا ای قیس

شعر صنف کلام غزل خطابی۔ بحر رمل ثانی مجنون مسکن مقصور یا محذوف۔ وزن۔ فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلان دو بار اور سکن آخر جہان محذوف ہے فعلن۔ قصد شاعر۔ اظہار مایوسی کے ساتھ تسلی دینا۔

قیس (عبد اللہ سے مخاطب ہو کر)

رحم ہی دل میں نہ کچھ خوف خدا ہی اُسکو — ہی چچا کو مرا سب رنج گوارا بے قیس
چھوٹے بھائی نے نہ مانا مرا کہنا افسوس — مجھکو بچپن سے ہی نظروں سے اوتارا بے قیس
اسکی بیٹی یہ ہی کیا زور ہمارا بیٹا — تو تمھین کہدو کہ کیا بس ہی ہمارا بے قیس
کیا کمی تمکو کہ ہین اور حسین ایک سی ایک — دہوم سی کرتے ہین اب بیاہ تمھارا بے قیس
تذکرہ اسکا نہ اب کیجیے آپ بابا — دل کو صدمہ نہ مری دیجیے آپ بابا
مجھکو شادی سے سروکار نہیں ہی بالکل — نام ہی اسکا نہ اب لیجیے آپ بابا
رسم شادی کا تو آئین محبت میں نہیں — ذکر اس بات کا کیا جو مری قسمت میں نہیں
چھوڑ دو مجھکو مرے حال پہ اب ہی بابا — تم یہ سمجھو کہ یہی مرضی رب ہے بابا
ایسے بیمار تو دیکھے نہیں اچھے ہوتے — میری تقدیر میں ہو رنج و تعب ہے بابا
مین وہ بیمار ہون جینے کی مری آس نہیں — جز غم و یاس کوئی آس کوئی پاس نہیں

(دل میں)

دم قدم سے مرے آباد ہے ویرانۂ غم — میرے باعث سے ہوئی رونق کاشانۂ غم
مجھکو شادی نہیں منظور کہ غم دوست ہون مین — کوئی دن زیست کے ہین مین ہون و افسانۂ غم
ہان خوشی یہ ہی کہ میری اجل آنیکو ہی — اب تو کچھ دیر نہیں آجکل آنیکو ہی

عبد اللہ و ملازم جاتا ہے۔ قیس کا دوبارہ صحرا کو چلے جانا۔

(دل میں) شوق کہتا ہی کہ چل کوچہ جانا کی طرف — یاس کھینچے لیے جاتی ہی بیابان کی طرف
(نہایت اضطرار میں) کیسی آفت میں مقدر نے پہنسایا ہی مجھے
(گریبان پھاڑ کے) ہاتھ کیونکر نہ بڑھے میرا گریبان کی طرف
(آہستہ آہستہ چلنا) راستہ دشت کا اے وحشت دل تو ہی بتا — کسکے کہنے پہ چلون حسرت دل تو ہی بتا
راستہ تو ہی بتا دے مجھے حیرت دل — کوچہ یار میں لیچل تو ہی اے حسرت دل
(ذرا ٹھہر کے) ~~کیوں نہ ٹھہرو پاس ہو یار کی رسوائی کا~~ — ~~[illegible]~~
(پھر جلد جلد قدم اٹھا کے) وادی نجد میں لیچل مجھے اے وحشت دل
اکثر آتی ہو وہان کوچہ لیلی کی ہوا — اور لیجائے کہان کوچہ لیلے کی ہوا

سین (۵) خواب گاہ لیلی

لیلے (آسمان کی طرف دیکھ کے) اے فلک دل دکھاتا ہی ترا آہ — دیکھ ہمکو ستاتا ہی ترا آہ

---

۶ صنف کلام ۔ ترکیب بند بحر رمل وافی مجنون مسکن مقصور یا محذوف ۔ وزن ۔ فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن (یا فعلان) دوبارہ قصہ شاعر اظہار یاس و غم عجاب کے ساتھ ۔

۷ صنف کلام ۔ غزل مسلسل بحر شاکل وافی مکفوف مقصور ۔ اور بعض مصرعون (مثلاً مصرعہ اول مطلع) میں رکن اول سالم لے لیا ہی یعنے فاعلاتن ۔ وزن ۔ فاعلات مفاعیل فعولان قصہ شاعر اظہار حالت ... ۱/۔

(مجنون سے مخاطب ہو کر)
اے عاشقِ آشفتہ جگر لیلی کا ہوں میں نامہ بر — یہ مہر یہ سر نامہ ہے آنکھیں تو کھول اے بیخبر
لایا ہوں تیرے دردِ دل کی میں دوا ہشیار ہو — لیلی کا پیغام زبانی سن ذرا ہشیار ہو

مجنون (التجا اور اضطرار کے لہجہ میں)
اے قاصدِ لیلی تری قدموں پہ ہو مجنون نثار — ہے گوش مشتاقِ سخن ہاں جلد کہہ پیغامِ یار
اے نامہ بر اے نامہ بر نامہ دے اُس دلدار کا — ہاں جلد کہہ ہاں جلد کہہ پیغام کیا ہے یار کا

وزیر
نوفل ہے یہ سلطانِ یمن اے بیخبر او بے ادب — ہر بار کہتا ہے اسے تو نامہ بر اے بے ادب

مجنون
لیلی کے قاصد سے تو کچھ بڑھ کر نہیں سلطانِ یمن — لیلی کے کوچہ سے تو کچھ خوشتر نہیں ملکِ یمن
تم کہتے ہو جسکو ادب وہ رسمِ الفت میں نہیں — شاہ و گدا میں فرق کچھ عاشق کی ملت میں نہیں
جز آستانِ یار ہم کو سر جھکانا منع ہے — تسلیم اور آداب کیا یاں ہاتھ اٹھانا منع ہے
ناآشنا جب تقدیر ہو سلطان سے پھر ہوتا ہے کیا — بیکار جب تدبیر ہو سلطان سے پھر ہوتا ہے کیا
جب یار قابو میں نہو ثروت ہوئی تو کیا ہوا — دلدار پہلو میں نہو دولت ہوئی تو کیا ہوا

وزیر (دھمکا کے)
باتیں نہ کر اس طرح کی ناحق تو مارا جائیگا — تیغِ عتابِ شاہ سے
(سر کی طرف اشارہ تلوار سے کرکے) یہ سر اتارا جائیگا

مجنون
کیا خوف ہمکو جان کا خود جان سے تنگ آ رہے ہیں ہم — ہے موت اپنی زندگی کب موت سے ڈرتے ہیں ہم
میری بلا کو کیا خبر شاہ و گدا کیا چیز ہے — جز نامۂ لیلی یہاں جو چیز ہے ناچیز ہے

نوفل (وزیر پر خفا ہو کے)
کیوں چھیڑتے ہو تم اسے یہ رحم کے قابل ہے خود — تیغِ جفائے ناز سے ہے آپ ہی بسمل یہ خود
(مجنون سے مخاطب ہو کے)
اے عاشقِ جانباختہ چل ساتھ میرے نجد کو — کوشش سے میری کیا عجب ممکن وصالِ یار ہو
موجود ہوں میں ہر طرح تیری حمایت کیلئے — پہلو تہی ہرگز نہو گی تیری وصلت کیلئے

مجنون (کھڑے ہو کر)
شاہا ابھی چلتا ہوں میں گو ناتوان و زار ہوں — تا کوچۂ لیلی ابھی چلنے کو میں تیار ہوں
یہ شرط ہاں لیتا ہوں میں پہلے اپنے قول سے — کچھ مال و زر کی پاس سے جنگ و جدل کے ہو لیے

وزیر
اے قیس دیوانہ ہے تو بیجا ہے یہ تیرا خیال — شاہوں سے نقضِ عہد ہو یہ امر ہے بالکل محال
تو نے کبھی شاہنشہوں کی بانکپن دیکھے نہیں — ہمنے تو اپنی آنکھ سے پیمان شکن دیکھے نہیں
چل اُٹھ ہمارے ساتھ چل وہ بارگاہِ شاہ ہے — کیا فضلِ حق سے ہے کمی ہر چیز یاں ہمراہ ہے
چل اُٹھ بساطِ خاک سے حمام جا پوشاک لے — تیرے لیے بھی لاچکے ہیں اسباب یہ املاک کے

مجنون
چلتا ہوں میں لیجانے پر تمکو اگر اصرار ہے — ہے یہ تو عینِ آرزو مجنون ابھی تیار ہے

سین (۷) قریب خیمۂ سلطانی

نوفل (ساقی سے مخاطب ہوکر)
لا ساقیا شراب کہ فصل بہار ہے — بنت عنب کی ہجر میں دل بیقرار ہے
وہ جام دے کہ جسمین ہو ضو آفتاب کی — وہ جام دے کہ جسمین مہک ہو گلاب کی
وہ جام دے کہ دشت مین مہکے چمن کی بو — وہ جام دے کہ نجد مین پہیلے دلہن کی بو

(قیس کی طرف اشارہ کرکے)
ہان قیس کو بھی جام پلانا ضرور ہے — مشرب مین اپنے اسکو ملانا ضرور ہے
(قیس امیرانہ لباس پہنے ہوے ہے)

ساقی (قیس کو جام دیتا ہوا)
پی آج دست شوق سے ساغر بھرا ہوا — کیا کل کی فکر کل بہی ہے کوثر بھرا ہوا
(قیس کا جام نہ لینا)

قیس (دل مین)
کیا ہجر مین شراب پیون آگ قہر ہے — آب حیات ہو تو مرے حق مین زہر ہے
کہلتا نہین کہ خواہش تقدیر کیا ہے آب — ایفاے عہد شاہ مین تاخیر کیا ہے اب

(نوفل سے مخاطب ہوکر)
شغل شراب سے مجھے فرمایئے معاف — شاہا وہ جام دیجئے جو دل کو ہو صاف
عیش مدام ہو جو میسر تو لطف ہے — پہلو مین اپنے ہو جو وہ دلبر تو لطف ہے
زاہد کے واسطے تو یہ دنیا مین ہے حرام — اہل ریا کے واسطے عقبیٰ مین ہے حرام
رندون کو ہے حلال اگر زر نصیب ہو — عاشق کو ہے حلال جو وصل حبیب ہو
جب وہ نہ پاس ہو تو مزا کیا شراب مین — دل ہی اداس ہو تو مزا کیا شراب مین

نوفل (قیس سے مخاطب ہوکر)
اے قیس خوب یاد دلایا ابھی ابھی — تجکو ترے صنم سے ملایا ابھی ابھی
کہدو کہ سوے نجد کوئی چوبدار جائے — عبدالعزیز کو در دولت پہ لیکے آئے

چوبدار (عبدالعزیز کو حاضر کرکے)
عبدالعزیز حاضر دربار ہے شہا

عبدالعزیز (بعد آداب وقدمبوسی دست بستہ)
جو حکم ہو حضور کا لاؤن اسے بجا

نوفل (عبدالعزیز کیطرف مخاطب ہوکے اور مجنون کیطرف اشارہ کرکے)
عبدالعزیز کون ہے تیرا یہ نوجوان

عبدالعزیز
فرزند میرے بہائی کا ہے او شہ زمان

نوفل
بیٹی ہے تیری کوئی کہ لیلے ہے جسکا نام

عبدالعزیز
بیٹی کا میری نام ہے لیلے او فلک مقام

نوفل
ہو عقد آج دونوں کا منظور ہے مجھے — تجویز مین ہماری کوئی عذر ہے تجھے

منقلہ صنعت کلام ابیات (خطابی) بحر مضارع دائی اخرب مکفوف محذوف یا مقصور - وزن مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن
دوبارا ورجہان مقصور ہے وہان رکن آخر فاعلان ہے - قصد شاعر براعت استہلال -

عبد العزیز

کیا عذر مجھکو حکم شہ نامدار میں — لیکن نہیں یہ امر مرے اختیار میں
راضی ہو میری قوم تو حاضر ہوں میں شہا — راضی نہو جو قوم تو قاصر ہوں میں شہا
نسبت کا یہ معاملہ ہوا ہے جہان پناہ — عزت کا یہ معاملہ ہوا اے جہان پناہ
شاہا برے ہیں قیس کے اطوار کیا کروں — ہے قوم اُسکے نام سے بیزار کیا کروں
کچھ شاہ و شہریار کو اسمیں نہیں ہے دخل — کچھ جبر و اختیار کو اسمیں نہیں ہے دخل
جز حکم کردگار و شہنشاہ انبیا — قوم عرب پہ زور کسی کا نہیں چلا

نوفل

دم پھر وہ کیوں ڈراتا ہے مجھکو امیر نجد — کچھ خوف جان کا نہیں تجھکو امیر نجد

عبد العزیز

جو امر حق ہے کہتا ہوں وہ صاف صاف میں — دربار شاہ میں نہ کہوں گا خلاف میں
کیا خوف جان کا جسے عزت کا پاس ہے — کنبہ کی شرم ہو جسے حرمت کا پاس ہے
میدان میں کسی سے نہ ہرگز دبا عرب — ڈرتا نہیں کسی سے خدا کے سوا عرب
حق کی طرف سے لڑنے کو حاضر ہے اپنی قوم — دیتی نہیں کسی سے دبا میں ہماری قوم
دیکھا ہے جب سے بانکپن اہل جہاد کا — سیکھا ہے قوم نے چلن اہل جہاد کا

نوفل (عبد العزیز سے)

جو کہنا تھا وہ کہہ چکا تو مانتا نہیں — نوفل ہے اپنے نام کا تو جانتا نہیں
جا کہدے اپنی قوم سے ہو مستعد جنگ

(سپہ سالار سے)

کل فوج سے کہو نجد پہ بڑھیں یاں سے بے درنگ
حملت ہے ایک رات کی پیراستہ ہو فوج — کل معرکہ ہے نجد میں آراستہ ہو فوج

سین (۸) دیوان خاص

وزیر

حکم بادشاہ سے مجھے سخت انتشار ہوا — آج امیر نجد سے کیوں عزم کارزار ہوا؟
حکم بے درنگ دیا مجھکو بھی طلب نہ کیا — میرے مشورے کا بھی شاہانہ انتظار ہوا؟

نوفل

اے وزیر تجھکو مگر کچھ نہیں ہے اسکی خبر — آج امیر نجد سے جو امر ہو بکار ہوا؟
عقد قیس کو جو کہا اسنے کیا جواب دیا — اسطرح کلام کیا مجھکو ناگوار ہوا؟

وزیر

ننگ و نام پہ تو شہا جان دیتے ہیں یہ عرب — ان معاملوں میں بھلا کسکا اختیار ہوا؟
اسنے سچ سچ کہا کیا اعتبا کی ہے یہ جا — کیا قصور اُسنے کیا کیوں گنہگار ہوا؟
جو حضور کی ہو منا اُسمیں کیا ہے دخل مرا — گو خلاف راے مری حکم شہریار ہوا؟

(زانو پہ ہاتھ مارکے)

قیس کی خوشی کیلئے جسکو ہے جنون کا خلل — خون بیگناہ سے کل دشت لالہ زار ہوا؟

نوفل

اے وزیر سچ ہے تو کیا کیوں عبث یہ حکم دیا — کیا کہونگا پیش خدا مفت شرمسار ہوا؟

---

۱۲ صنف کلام قطعہ (مرقعی) اسکو غزل نہیں کہ سکتے اسلیے کہ غزل وہی ہے جسمیں مضامین عشق و تمنا و حسرت و ہجر وغیرہ شامل ہوں۔ بحر مقتضب مثمن مطوی وزن۔ فاعلات مفتعلن — دو بار

خیر جو ہوا سو ہوا اسے ٹال دی بلا ۔ تیرا اس بیان سے مجھ سخت اضطرار ہوا
قیس کا خیال ہی ہی مجکو انفعال بھی ہی ۔ عہد استوار ہوا سب پہ آشکار ہوا
جب سنینگے اہل وطن سب کہینگے عہد شکن ۔ کیا سمجھ کے بیٹے کیا کیا آل کار ہوا

سین (۹) در خیمہ سلطانی

نوفل

خوش نظری قیس کی آج کرون امتحان ۔ کیسی ہی وہ خوش جبل دا پہ دیتا ہی جان
جسکا یہ دیوانہ ہی کیسی ہی وہ سیم بر ۔ یا کہ وہ کچھ بھی نہین ہی یہ جنون کا اثر
حسن خدا داد پر مین بھی ہون سبسے نثار ۔ قیس ہی جس پر فدا کیسی ہی وہ گلعذار
بھیس بدلکر ابھی نجد کو جاؤن ذرا ۔ قیس کی معشوقہ کو دیکھ تو آؤن ذرا

سین (۱۰) کوچہ و بازار نجد ۔ در محلسرا عبدالعزیز

اعرابی (صدائے فقیر) ۔ رحم کرو اے نجد کے لوگو ۔ اس کا بڑا پھل پاؤگے بابا
(کوچہ و بازار مین) ۔ آج جو دوگے راہ خدا مین ۔ حشر کے دن کل پاؤگے بابا
(در عبدالعزیز پہ سوال) ۔ در پہ تمہارے آیا ہے بابا ۔ اک اعرابی مرد مسافر
کل سے نہین کچھ کھایا ہی بابا ۔ دیر سے ہے دروازہ پہ حاضر
(آواز ما در لیلے) ۔ شاہ سے ہے درپیش لڑائی ۔ بھیک دے اسکو لیلے پیاری
کہتا دعا دے آئے پردیسی ۔ جنگ مین ہو کل فتح ہماری
آ تو کدہر ہے آئے پردیسی ۔ بھیک لے مجھسے اور یہ دعا دے

۱۳؎ صنف کلام ۔ ابیات بحر منسرح دائی مطوی مکسوف یا موقوف مفتعلن فاعلن مفتعلن فاعلن ۔ دو بار ۔ اور جہان موقوف ہی وہان بجائے فاعلن کے فاعلان ہے ۔ قصد شاعر ۔ وضع سلاطین زمانہ سلف ۔ نوفل کو اپنے نقض عہد کرنے کا بڑا خیال ہے جیسا کہ پچھلی نمایش مین ظاہر کیا گیا ۔ اب وہ یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ لیلے ایسی ہی حسین ہی جیسا کہ مجنون کے عشق سے ظاہر ہوتا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کوئی صورت اسکی حاصل کرنے کی تجویز کی جاے اور اگر اوسکے مثل یا اوس سے بہتر حسین بھی دنیا مین یا میری شبستان مین موجود ہین مجنون کو دیے جائین اور ظن غالب کہ مجنون راضی ہو جاے ۔ نوفل کو کیا معلوم کہ مجنون کا عشق لیلے کے ساتھ مخصوص ہی ۔ نوفل مجنون کو مثل اپنے ایک حسن پرست آدمی تصور کرتا ہی ۔ لیکن نوفل اور مجنون کی حسن پرستی مین بڑا فرق ہی مجنون کا عشق ایک خاص حسن کے ساتھ ہی اور نوفل عام حسن کو دوست رکھتا ہے مجنون کا عشق بطور مونومانیا کے ہے خدا اس مرض سے بچاے ۔

۱۴؎ صنف کلام قطعات بحر متقارب دائی اثرم ۔ اخرم مقصور مقبوض وزن فعل فعولن فعل فعولن دو بار ۔ وزن فعلن فعلن بدل فعلن دو بار ۔ فعول کا حرف آخر ساکن اور متحرک دونون طرح لیا گیا ہے ۔ قصد شاعر ۔ اظہار عزم اہل نجد بنا بر جنگ جو نوفل سے درپیش ہے ۔ لیلے کا خیال نسبت اس جنگ کے ۔

نکلے یارب حسرت دل کی — سب کے بچھڑے خدا ملاوے
آہ کہان تک نالہ و زاری — دور ہو یارب درد جدائی
جلد کہین ہو فتح ہماری — بخت سے ہے درپیش لڑائی
دشمن جان ہی ساری خدائی — مجھسے فلک نے کی ہی برائی
اب نہین اُٹھتا بارِ جدائی — آگے آئے میرے بھلائی

اعرابی (لیلےٰ سے بہک لیکے) مولا سے تو مراد پائے — تیرے بچھڑے خدا ملائے
خون کی ندی کون بہائے — ایسی لگی کو کون بجھائے

دل مین — قوم کا تیرے خون بہاؤن — یارسے تیرے تجھکو ملاؤن
بارِ گنہ گردن پہ اُٹھاؤن — جس کی سزا اللہ سے پاؤن

سین (۱۱) دربار خاص

نوفل (مجنون سے مخاطب ہوکر) قیس ترے حال پہ آتا ہے رحم — آہ نہین کچھ بھی تجھے عقل و فہم
تونے سنا اپنے چچا کا کلام — دشمن جان ہی وہ ترا لا کلام
پاسِ قرابت اُسے بالکل نہین — تیری محبت اُسے بالکل نہین
مستعدِ جنگ ہی وہ بے شعور — عقل مین ہی اُسکی بلاشک فتور
سر پہ بلا کو وہ بلاتا ہی آپ — اپنی قضا کو وہ بلاتا ہے آپ
ہم نے یہ مانا وہ سلحشور ہے — قوم کا بھی اُسکو بڑا زور ہے
شاہ و رعایا کی بھلا جنگ کیا — دیکھہ تو ہے اُسکو یہ آہنگ کیا
ہم سے لڑائی کا ہے اُسکو خیال — مین نے تو چاہا تھا کرون پائمال
روک نہ لے مجھکو وزیر آج اگر — فوج ظفر موج بڑہی تھی اودہر
تیغ شرربار ہے بے زینہار — نجد مین بچتا نہ کوئی نامدار

۱۵؎ صنف کلام۔ مثنوی (خطابی یا مرقعی) بحر سریع وانی مطوی موقوف یا مکسوف وزن مفتعلن مفتعلن فاعلان دوبار اور جہان مکسوف ہے وہان رکن آخر فاعلن ہے۔ قصد شاعر۔ نوفل کی طرف سے اظہار شان و شوکت فہمایش کے پیرایے مین مجنون کی ہمدردی۔ مجنون کی طرف سے جواب دیوانگی عشق کے ساتھہ۔ نوفل جرم عہد شکنی کی حمایت مین خدا ترسی کو پیش کرتا ہے۔ اپنی کنیز دن کو لیلےٰ سے بہتر سمجھہ کر مجنون کو دکھاتا ہے مگر نوفل نے مجنون کے مرض کی تشخیص مین غلطی کی۔ یہ امر مجنون کیلیے طباً مضر ہے۔ پس ضرور تھا کہ مجنون کو موت آنیکا وسوسہ شروع ہو جائے۔ بہر صورت نوفل سے کوئی اخلاقی غلطی ظہور مین نہین آئی وہ صرف خطائی طبی کا ملزم قرار دیا جاسکتا ہی۔

خون رعیت کا خیال آ گیا
روز قیامت کا خیال آ گیا

چاہتا ہو دشمن جانی کو تو
روگ لگاتا ہے جوانی کو تو

اپنوں کی الفت کو نواب اپنی چھوڑ
اپنے عزیزوں سے تو رشتہ نہ جوڑ

چھوڑ دے لیلیٰ کا نہ لے نام اب
اسکی محبت سے نہ رکھ کام اب

میں تو سمجھا تھا کہ ہے کچھ حسین
آنکھ سے دیکھ آیا وہ کچھ بھی نہیں

بھیس بدل کر میں گیا رات کو
دیکھ لیا بس تری اوقات کو

حسن کی کچھ شان نہ کچھ آن بان
بس اسی صورت پہ تو دیتا ہے جان

حور شمائل تری لیلے نہیں
پیار کے قابل تری لیلے نہیں

گو وہ حسین ہو مگر ایسی نہیں
میری کنیزوں سے بھی اچھی نہیں

(کنیزیں [illegible] آتی ہیں)

(کنیزوں کی طرف اشارہ کرکے)

دیکھ تو کیسی ہیں یہ جادو نظر
تو نہیں دیکھا ہی کرے عمر بھر

دیکھ تو ہیں ماہ جبیں یا نہیں
پیار کے قابل یہ حسیں کیا نہیں

کیسی یہ دلبر ہیں ذرا دیکھ تو
اس سے تو بہتر ہیں ذرا دیکھ تو

گو کہ یہ پیاری ہیں مجھے سب کی سب
آج سے دیتا ہوں تجھے سب کی سب

مال بھی لے خلعت و پوشاک بھی
منصب و جاگیر بھی املاک بھی

خدمت شاہی سے سرافراز ہو
روم کے سرداروں میں ممتاز ہو

مجنون (دل میں)

آہ فلک کیا یہ ستاتا ہے تو
پھر مجھے دیوانہ بناتا ہے تو

(نوفل سے)

عقل کدھر ہے تری اے بادشاہ
شرط بھی تھی مری اے بادشاہ!

عہد ترا کیسا ہے ناپائدار
تیرے سخن کا نہیں کچھ اعتبار

ہیچ ہے تو پوچ ہے ترا سخن
دیکھ لیا تجھکو بھی پیمان شکن

مجھکو خبر کیا کہ ہے کیا روم و شام
دل میں ہے یاد صنم صبح و شام

دشت سے مسکن کوئی بہتر نہیں
خاک سے خوشتر کوئی بستر نہیں

قاقم و سنجاب سے کیا کام ہے
اطلس و کمخواب سے کیا کام ہے

(کپڑے اوتار کے اور نوفل کے آگے پھینک کے)

ہے یہ ترا خلعت و پوشاک خاک
لا دو مرا پیرہن چاک چاک

خلعت و پوشاک کی پروا نہیں
منصب و املاک کی پروا نہیں

قدر ہو لیلے کی تجھے کیا بھلا
میرا سا دل میری سی آنکھیں تو لا

تیری کنیزوں میں کہاں وہ پھبن
نام خدا فرد ہے وہ گلبدن

عشق کی کیا تجھکو خبر بے تمیز
حسن کو کیا جانے کہ ہے کون چیز

چاہئے جسکو وہی محبوب ہے — جس پہ دل آجائے وہی خوب ہے
تیرے حسین تجھکو مبارک رہین — درد و الم مجھکو مبارک رہین
دل کو مرے ساز ہی اس غم کیساتھ — الفت لیلےٰ ہے مری دم کے ساتھ

(قیس کا دیوانہ وار دشت کو چلا جانا)

سین (۱۲) صحرا

عالم یاس مین نالہ وزاری بیقراری

مجنون (بحالت اضطرار مین)

اے فلک غم کی انتہا بھی ہے[1] — درد دل کی کوئی دوا بھی ہی؟
تابکے ظلم اے خدا ناترس؟ — دیکھ لے مدعی خدا بھی ہی؟
قتل کرتا ہے بیگنہ مجھکو — آہ کچھ میرا خون بہا بھی ہی؟
اے فلک ہم بھی جان رکھتے ہین — دل بھی ہی دل مین مدعا بھی ہی؟
وصل جانان اگر ہے ناممکن — میری تقدیر مین قضا بھی ہی؟
کیا کہون تمکو نالہاے درا نہ — مدعی بخت نارسا بھی ہی؟
ناوک آہ کیون خطا کرتا — اس مین تقدیر کی خطا بھی ہی؟
جذب دل کا فقط نہین ہی گلا — کیا کرون بے اثر دعا بھی ہی؟
کیا کہون تجھکو شوق شور انگیز — آہ صبر گریز پا بھی ہے؟
دل شوریدہ کم نہ تھا لیکن — اک بلا جان مبتلا بھی ہی؟
چرخ کا کیا گلا کرے کوئی — دشمن جان وہ بیوفا بھی ہی؟
کس سے پوچھون کدہر ہی کوچہ یار — بیخودی کوئی رہنما بھی ہی؟

مجنون

دور گردون ہے مجھے دربدر پہرانے کے لیے[2]
میرے باعث سے ہوئی گردش زمانے کے لیے
بے نوائی ہو مقدر مین تو کیجیے عاشقی

---

[1] صنعت کلام۔ غزل مسلسل۔ بحر خفیف وافی مجنون مسکن محذوف یا مقصور۔ فاعلاتن مفاعلن فعلن۔ دو بار۔ جہان قصر ہے وہان رکن آخر فعلان ہے۔ قصد شاعر۔ اظہار حالت یاس و اضطرار درجہ انتہا۔
قیس کے نزدیک اسکے سب دشمن ہین یہان تک کہ اسکے افعال و اعمال۔ کسی نہ کسی پیرایہ مین نوفل کی نصیحت کا خیال بھی اسکے ذہن مین منعکس ہو رہا ہے جیسا کہ اس مصرعہ سے ظاہر ہے "دشمن جان وہ بے وفا بھی ہے"

[2] صنعت کلام۔ غزل۔ حسب حال۔ بحر رمل وافی محذوف وزن۔ فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن۔ دو بار
قصد شاعر۔ مجنون پر وہ شدت جنون کی طاری نہین ہی جیسا کہ پچھلی دو نمائشون مین ظاہر کیا گیا ہے اب اسے کسی قدر افاقہ ہے۔ اس صورت میں اگلے پچھلے حالات کا انعکاس ہو رہا ہے۔

یہ بہانہ خوب ہے ذلت اٹھانے کے لیے
جو الم حاصل نہوگا میرے خرمن سے مجھے
منتظر ہے آسمان بجلی گرانے کے لیے
شام غم کی آفتین ای دل مین تجھسی کیا کہون
کون کس کس بھیس مین آیا ڈرانے کے لیے
اس نزاکت کا برا ہو کچھ نہ نکلا کام دل
تو ہی اے شوخی ادبہار اسکو ستانے کے لیے
وان تغافل ہی سراسر خوش ہون یان ہین سہارا وہ دل
اک ادا ہے یہ بھی الفت آزمانے کے لیے
اپنے صورت گر سے پوچھون مین اگر مقدور ہو
کیا بنایا تھا مجھے تو نے مٹانے کے لیے
ہجر کی شب کے بہانے مین بھی تھی اک مصلحت
طول آخر چاہیے تھا کچھ زمانے کے لیے
زندگی مین ہے ہمین دوزخ کہ دل رکھتے ہین ہم
کم ہے یہ آتش کا پرکالہ جلانے کے لیے
موت کے آنے سے ہم فرقت زدہ یون خوش ہوے
جیسے اُن کا آدمی آیا بلانے کے لیے
منزل مقصود تک مرزا پہنچ ہی جائین گے
خضر دل ہمراہ ہے رستہ بتانے کے لیے

(پردہ گرتا ہے)

ایکٹ چہارم

ساقی نامہ

(بہت سے لوگ ملکے گاتے ہین) ساقیا[1] لا کہ بہار آئی ہے لا پیالہ کہ بہار آئی ہے

[1] صنف کلام مثنوی بحر رمل مجرد مخبون مسکن محذوف یا مقصور - وزن - فاعلاتن فعلاتن فعلن - دوبارہ جہان قصر ہے وان رکن آخر فعلان ہو - قصد شاعر تشبیب - براعت استہلال - سامعین کی طبیعت کو اُن مضامین طرف سے جو پچھلی گشائیشون مین بیان کیے گئے اور طرف متوجہ کرنا - ایک ہی طرز کے بیان سے طبیعت اُکتا جاتی شاعر اور خطیب کو ضرور ہے تجدید خیالات کا خیال رکھے -

ساقیا بادۂ گلفام پلا | درد سے صاف ہو وہ جام پلا
قرض دو قرض کہان دام رہے | فاقہ مستون مین مرا نام رہے
ساقیا بادہ انگوری دے | درد آشام کی دستوری دے
منتظر ہین ترے میخوار رنگین | آج شب بھر تو رہے یار رنگین
بادۂ ناب کے جلوے دیکھین | شب مہتاب کے جلوے دیکھین
جھگڑے خانۂ خمار مین ہون | جب اٹھین والنسی تو گلزار مین ہون
مرد ہین زہد و عبادت والے | جھومتے جائین ترے متوالے
اور سامان طرب ہوتا ہے | آج مطرب بھی طلب ہوتا ہے
ساز و سامان سے چلین گلشن مین | توڑ کر پھول بھرین دامن مین
آج ہر بات مین رنگینی ہو | خوب گلبازی و گلچینی ہو
التجا تجھسے یہ ہے ای ساقی | ساتھ نے شیشے لے اے ساقی
بھنگیون پر تو ہون دو چار سبو | کشتیون مین ہون کباب آہو
نرگسی ہون وہ کباب ای ساقی | ارغوانی ہو شراب اے ساقی
خوب بدنام ہون وہ بات کرین | آج واعظ کی مدارات کرین
کچھہ سرانجام ظرافت ہو آج | زاہد خشک کی دعوت ہو آج
کوئی مسجد کی طرف سے جائے | واعظ شہر کو لیتا آئے
اور ہو جائے اگر پیر تو ہو | مگر اسوقت ذرا سیر تو ہو
سامنے اسکے پیئین خوب شراب | زاہد خشک ہو جل بھن کے کباب
وان جوانان چمن جھومتے ہون | یان ترے توبہ شکن جھومتے ہون
کوئی ہمراز کو یہ دی جا کے پیام | جمع ہین باغ مین سب مے آشام
لطف صحبت کا نہین تیرے بغیر | تو نہو جب تو ہے کیا باغ مین سیر
کون سنتا ہے بیان بلبل | بار خاطر ہے فغان بلبل
چھوڑ افسانۂ قیس و لیلا | قصۂ غم کو بہت طول ہوا
چٹکلا کوئی ظرافت کا سنا | حال طرار کی الفت کا سنا
اسکو خیلا سے تھی کیسی الفت | کس طرح اس نے نباہی چاہت
کیا اس آغاز کا انجام ہوا | کس طرح شہر مین بدنام ہوا

سین (۱) دوکان مے فروش

طرار (دل مین) آج کلوار کو دے کے بھڑا — خوب ہی بھر کے پیتے ہین ٹھرّا
جس کی ہر بوند ہو جیسے بھرّا — جس کو پیتے ہی لگجائے گھٹّا
(مے فروش سے) ساقیا ایک اڈّا تو لادے — اور گزک کو کچا لو منگا دے
آج کچے گھڑے کی پلا دے — ایک چلو مین اُلّو بنا دے

مے فروش آؤ طرار بانکے کہان سے — آج سب دام لینا ہین تم سے

طرار ایک کوڑی نہین یان گرہ مین — مفلسی مین تمھین دام کیا دین

مے فروش قرض دین ہم بھلا تمکو کب تک — دام اگلے نہین پائے اب تک

طرار ایک اڈّا مجھے اور دو تم — صبح کو اپنے سب دام لو تم

مے فروش آج تو خیر تم اور پی لو — کل جہان سے بنے دام لادو

(ادّا چڑھا کے اور کچا لو زہر مار کر کے)

طرار (خود بخود) یان سے جاتا ہون خیلا کی گھر پہ — اُسکا لتّے سے لاتا ہون زیور

سین (۲) بمکان زہرہ طوائف کمرہ خیلا نوچی

خیلا (طرار کو دیکھتے ہی) اجی تم تو چھوٹے سردار نکلے — دغا باز عیار مکار نکلے

طرار ترے واسطے گھر سے دلدار نکلے — غضب ہی اگر تو دل آزار نکلے

خیلا سمجھتی تھی زردار ہین تمکو پہلے — مگر تم تو بالکل ہی نادار نکلے

طرار (سمجھانے کے لہجہ مین) نکل چل مرے ساتھ تو لیکے زیور — تو کچھ آرزوئے دل زار نکلے

خیلا (دھمکانے کی لہجہ مین) سنین گی جو بیوی تو مارینگی جوتے — نہ یہ بات منھ سے خبردار نکلے

(زہرہ آتی ہے)

زہرہ (تعجب کے لہجہ مین) یہ رنڈی بھگانے کی کیا گفتگو تھی؟ — بڑے آپ طرار فرّار نکلے

طرار (زہرہ سے) جو یہ خود نکلنے کو کہتی ہو مجھسے — تو پھر منھ سے کیون حرف انکار نکلے

زہرہ (طرار سے) بلاشک تمھاری اگر ہو یہ راضی — ابھی میرے گھر سے یہ مردار نکلے

---

[۱] صنف کلام۔ ابیات بحر متدارک دافی اخذ۔ فاعلن فاعلن فاعلن فع۔ دوبار قصد شاعر۔ اظہار وضع و احوال طرار طرار کی بول چال سے اسکا شہدا پن ظاہر ہے۔ وہ شراب پیتا ہے اور مدت سے پیتا ہے۔ اسلیے کہ کلوار کا مقروض ہی۔ بہر صورت اس گفتگو اور اس واقعہ سے اُسکے پچھلے حالات کا نشان بخوبی لگتا ہے۔

[۲] صنف کلام۔ غزل (یا قطعہ) خطابی یا مرقعی۔ اسکو غزل اسلیے کہہ سکتے ہین کہ اس مین مضامین عشقیہ بھی شامل ہین بحر متقارب وافی سالم۔ وزن فعولن فعولن فعولن فعولن دوبار۔ قصد شاعر۔ خیلا اور زہرہ کی بیرخی طرار کی طرف سے اظہار محبت ظاہری۔ بیہودہ دھمکی جعل و فریب۔ راہگیرون کی زبان سے نصیحت ۱۲ منہ

چھیلا (نہایت تعجب سے) ارے موئے جھوٹے کیون بولتا ہے ترے ساتھ ہندی کی بیزار نکلے

طرار (چھیلا سے دھمکا کر) ابھی ناک کاٹون مین جا تو ہی تیری اگر تو کسی سے گرفتار نکلے

چھیلا (طرار سے چلا کے) نہ لینا نہ دینا اور اسپر حکومت بڑے آپ بانکے طرحدار نکلے

زہرہ (طرار سے) نہ پیسا نہ کوڑی اور اسپر یہ دھمکی بڑے آپ رنڈی کے مختار نکلے

(اپنی نوکرون سے) کوئی ہو اسے دیکے دھکے نکالو میرے گھر سے فوراً یہ بدکار نکلے

طرار (نہایت غصہ مین) لگائین اگر ہاتھ مجکو یہ بھڑوے ابھی میان سے میرے تلوار نکلے

زہرہ (کسیقدر سہم کے) یہ دھمکی کسی اور کو دیجیے گا مری جان کو آپ خونخوار نکلے

طرار (اور دھمکا کے) مرے باپ کا نام لیتی ہے قحبہ سخن پر نہ منھ سے یہ زنہار نکلے

نوکر (طرار کو پکڑ کے) ابھی جا کے دیتی ہین اسکو پلیس ہین اگر پاس سے اسکے ہتیار نکلے

(جوتے پڑتے جاتے ہین) نکل یان سے موذی نکل یان سے فرنگی

طرار ابے یار نکلے ابے یار نکلے

سین (۳) کوچہ دروازہ مکان زہرہ طوائف

طرار (افسوس کے لہجہ مین) نہ نکلی وہ جان جہان ساتھ اپنے ولیکن ہمین آخر کار نکلے

ایک راہگیر نکلتے نہ تم تو کبھی گھر سے اپنے مگر کیا کرو جب پڑی مار نکلے

دوسرا راہگیر وہ رنڈی نہین گھر مین بٹھی کسیکے جو سو بار بیٹھے تو سو بار نکلے

سین (۴) سر بازار

(چھیلا کے فراق مین بیقرار ہی)

چھیلا سے ہو لڑائی[1] فریاد رس الہی! اب موت میری آئی فریاد رس الہی!

ہی ہی وہ مجھسے چھوٹی ہی ہی وہ مجھسے روٹھی ہی ہی ہوئی جدائی فریاد رس الہی!

اب جل کے جان دونگا ہرگز نہ مین جیونگا یہ دل مین ہی سمائی فریاد رس الہی!

لونڈے خلاق بے نظیری دو روٹیان خمیری ڈبیا دیا سلائی فریاد رس الہی!

طرار تھا عشق پاک ہم سے یہ تھا تپاک ہم سے نے وصل نے جدائی فریاد رس الہی!

ہمنے تو کی بھلائی دولت اسکو کھلائی کی اسنے بیوفائی فریاد رس الہی!

---

[1] صنف کلام - غزل - بحر مضارع والی اخرب سالم وزن - مفعول فاع لاتن مفعول فاع لاتن - دو بار قصد شاعر - اظہار اس امر کا کہ وہ نشہ شراب و یا عشق) جو خدمتگارون کے جوتون سے بمشکل اترا ہوا ہے سر پر چڑہا ہے - اس حالت کو نشہ کی حالت کے سوا اور کیا کہون اگر جنون عشق ہوتا تو پھر طبع نہ پورکی ہرگز نہوتی - مگر ہان ہم اسکو ایک اور قسم کا جنون کہہ سکتے ہین - یعنے اخلاقی جنون -

تقدیر نے چھڑایا امداد کن خدایا — قسمت نے کی برائی فریاد رس الٰہی!
ہے مفلسی قیامت ہو ناگہ کو نفرت — کیونکر ہو اب رسائی فریاد رس الٰہی!

لونڈے
اب نہ رہنہیں گھر مین زیست عشق بیزار — دیتے ہو دہائی فریاد رس الٰہی!
تو یار اس سے بلوا جو کٹ پہنسا لیجا — ہو جائیگی صفائی فریاد رس الٰہی!

طرار
یارو کوئی ملا دے خیلا کو یان بلا دے — اب لب پہ جان آئی فریاد رس الٰہی!

لونڈے
آتا ہے تیرا بابا تو اس سے کہہ کے ملوا — گر یہ بھی بے حیائی - فریاد رس الٰہی!

(خونخوار خان آتے ہیں)

طرار (خونخوار سے التجا کے لہجہ مین)
مجھے خیلا سے ملوا دے ابے باوا ابے باوا[1]
نہیں تو ہاتھ دھو مجھسے ابے باوا ابے باوا
نہ مین بیٹا ہون پھر تیرا نہ تو باوا ہے پھر میرا
جو کی پہلو تہی تو نے ابے باوا ابے باوا

خونخوار خان (کسیقدر غصہ سے مگر متسخر کے لہجہ مین) (بہت تعجب سے)
مرون مین عشق مین کب تک نہین لیتا خبر اب تک
ابے ہو بک ابے بڈھے ابے باوا ابے باوا
یہ کیا انداز ہین تیرے ابے مردک ابے گرگے
یہ کیسے سیکھے ہین شیوے ابے مردک ابے گرگے
ابے باوا ابے باوا یہ کیا بکتا ہے تو مرنے
ابے یہ گفتگو ہم سے! ابے مردک ابے گرگے
ملاون تجھکو خیلا سے یہ تو کہتا ہے باوا سے
تو ہم تیرے نہین بڈھے! ابے مردک ابے گرگے

طرار (نفرت انگیز کے ساتھ)
ارے وہ جان ہے میری ارے ایمان ہے میری
ادا پر آ سکے مین صدقے ابے باوا ابے باوا
جو اس وقت مصیبت مین نہ آیا کام تو اپنے
تو کیا امید ہے تجھسے! ابے باوا ابے باوا

---

[1] اس [illegible] کلام غزل مرقع، خونخوار کے بیان مین ردیف بدل دی گئی ہے - بحر ہزج وافی سالم - وزن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن - دوبارہ قصد شاعر - طرار پر نشہ کی حالت طاری ہے مگر بناوٹ بھی اس مین شامل ہے
[illegible] خونخوار پر غصہ و طیش کی حالت طاری ہے -
! [illegible] نہین ہے کہ اس نمائش مین شاعر نے ضرور مبالغہ کیا ہے - کبھی باپ بیٹون مین اس بدتہذیبی کے ساتھ [illegible] مگر مصنف افسوس کے ساتھ یقین دلاتا ہے کہ اس نے بچشم خود ایسے واقعات بلکہ اس سے بدرجہا

مرے نانا (خدا بخشے) اگر اسوقت مین ہوتے
ابھی نہلا سے ملواتے ابے باوا ابے باوا

خونخوار (نفرت سے)

خراب اُسنے کیا تجھکو وہ جائیگا جہنم کو
پڑین گے گور مین کیڑے ابے مردک ابے گرگے

طرار (فخر کے ساتھ)

ابے اُنکو خدا بخشے دعا کرتے تھے جب پیسے
اوڑلے خوب کنکوے ابے باوا ابے باوا
بڑھایا سات تاری پر تو اکشہ تیلی کاٹی
دیے وہ ڈور پر مانجھے ابے باوا ابے باوا
لڑا میدان جب راجہ سے اور نواب دوبھاکر
نکالے ہم نے ہی سنگے ابے باوا ابے باوا
ہوے مشتاق ہم ایسے بٹیرون کے لڑانے مین
کرڑیرون سے لڑے بھگے ابے باوا ابے باوا
کبوتر کی ہوا آئی تو لیکر ہاتھ مین چھیپی
اوڑائے خوب ہی سیٹھے ابے باوا ابے باوا
ہوا جب راگ کا لہرا لئے ہم تان رس خان سے
بڑھا ہے خوب یارانے ابے باوا ابے باوا
بہت کین منتین اُنکی بہت کین خدمتین اُنکی
لئے پھرتے تھے طنبورے ابے باوا ابے باوا
یہی تھے رات دن چرچے یہی تھے رات دن جلسے
بجائے خوب ہی طبلے ابے باوا ابے باوا
ہوا یارون مین جب رہنا چھڑایا مان کا سب گہنا
اوڑائے خوب گل چھرے ابے باوا ابے باوا

خونخوار (نہایت طیش مین)
(دانت پیس کے)

گھرانے کی مٹائی آبرو کمبخت کیون تو نے
ابے تجھسے خدا سمجھے ابے مردک ابے گرگے
اوڑاتا ہے کبوتر تو لڑاتا ہے بٹیرین تو
ابے او الو کے پٹھے ابے مردک ابے گرگے
سناتا ہی ہمین کیون تو ہمین کیا کام ہو رس سے
ابے او مرغی کے بچے ابے مردک ابے گرگے

طرار (اطمینان کے ساتھ)

ابے ہم ہوگئے شہدے اٹھایا کرتے ہین مرے

اب تو بہت لیلیٰ کا پتا دے مجھے ساقی
یہ دور بھی آخر ہے اور انجام میں ہو موت
زہر آب ہی تھوڑا سا پلا دے مجھے ساقی

سین (۱) صحرا

(مجنون کا ایک پیرزن اور جوان اسیر سے ملنا)

مجنون (خود بخود) وادی نجد میں لے چل مجھے اے شوق رسا۔ بن کے تو راہ نما
کہ جہاں کوچہ دلدار کی آتی ہے ہوا۔ رات دن صبح و مسا
(پیرزن مع جوان اسیر کے آتی ہے)

(پیرزن سے مخاطب کر) پیرزن کیون یہ جوان قابل تعذیر ہوا؟ پا بہ زنجیر ہوا؟
کیون ترے ہاتھ سے اسطرح یہ تشہیر ہوا؟ کیون یہ دلگیر ہوا؟
سچ بتا دے کوئی ہمدرد ہمارا تو نہیں؟ عشق لیلیٰ تو نہیں؟
یہ مری طرح کوئی عاشق رسوا تو نہیں غم کا مارا تو نہیں؟

پیرزن نہ یہ قیدی ہے کسی کا نہ گرفتار ہے یہ۔ دل کا مختار ہے یہ
ہان فقط پیٹ کے دہندے کے لیے کا ہی یہ۔ اسمین اسرار یہی تھا
صبح کو روز اسے زنجیر پنہاتی ہون مین۔ نجد لے جاتی ہون
ہر گلی کوچہ مین تا شام پہراتی ہون مین۔ بہیک منگواتی ہون
میرا مقروض سمجھکر جو ترس کہاتا ہے۔ کچھ اسے دیتا ہے
نصف مین لیتی ہون اسمین سے جو یہ پاتا ہے۔ نصف یہ لیتا ہے

مجنون پیرزن چھوڑ دے اس شخص کو انہہ حندا۔ مجھکو زنجیر پنہا
اس طرح سے تو مجھے نجد کے کوچون مین پہرا۔ اپنا پابند بنا
جو ملے تجھکو نہین اس مین اجارہ میرا۔ مجھکو حصہ بھی نہ دے
مدت العمر نہ بھولون گا مین احسان ترا۔ مول لے مفت مجھے
کیا عجب کوچہ لیلیٰ مین کسی دن ہو گذر۔ گھر سے نکلے وہ ادہر
مین اسے دیکھون مجھے دیکھے وہ ایک نظر۔ ہون نظارے دم بھر

پیرزن (مجنون سے) اگر اس امر میں آپ ہی اصرار تجھے۔ کیا ہے انکار مجھے

ملحوظہ: صنف کلام مستزاد ابیات بحر رمل د ائی مجنون محذوف یا مسکن محذوف۔ مستزاد وزن۔ فاعلاتن فعلاتن۔ فعلاتن فعلن فاعلاتن فعلن۔ دو بار۔ جہان مسکن ہے وہان فعلن بسکون عین لیا گیا ہے۔ قصد شاعر۔ اظہار دیوانگی عشق مجنون انجام کار۔ طرار بد اطوار۔ اس نمائیش کے بعد طرار کہین نہین آئیگا۔

طرارہ: (اُس جوان سے) کرکے بیکار رہا کرتی ہوں طرار تجھے - نہیں درکار ہے مجھے
تجھکو قسمت سے یہ دیوانہ ملا ہے بانی - کیا کروں میں کم بخت!
خلل آیا مری روزی میں ہوئی حیرانی - آہ سنگ آمد سخت!

(پیرزن طرار کو رہا کرتی ہے مجنون کو طوق و زنجیر پہناتی ہے)

مجنون: دل سے میں شیفتہ زلف گرہ گیر ہوا - پابہ زنجیر ہوا[۵۱]
خود ہی تقصیر کی خود قابل تعذیر ہوا - خود ہی تشہیر ہوا
واہ کیا میرے مقدر نے مری یاری کی - کیا مددگاری کی
تیرا ممنون ہیں اے خوبی تقدیر ہوا - رہین تدبیر ہوا
رشک آتا ہے مقدر پہ مری خود مجھکو - کہیں دہوکا تو نہ ہو
نالہ کس طرح سے منت کش تاثیر ہوا - کارگر تیر ہوا
ہتکڑی ہاتھوں میں ہے پاؤں میں بھاری زنجیر - ضعف ہے دامنگیر
طوق گردن میں پڑا شوق گلو گیر ہوا - غم کی تصویر ہوا
عشق نے آج پہنایا ہے یہ بھاری زیور - ہیں برہنہ تن و سر
آج عشاق میں میں قابل توقیر ہوا - خوب تشہیر ہوا

سین (۲) کوچہ لیلےٰ

مجنون:
مری بیخودی ہوئی راہ بر[۵۲] - کہ تری گلی میں ہوا گذر
سر بام آئیت بے خبر - مجھے دیکھہ تو بھی اک نظر

(لیلیٰ کا سر بام نظر آنا)

مرے جذب دل نے کیا اثر - وہ پری ہے بام پہ جلوہ گر
جو لگے کے تیر ہوں کارگر - تو بچیں نہ آج دل و جگر
دل بے قرار کو ہے خبر - کہ لڑی ہوئی بھی نگاہ اُدہر
دل غم کشیدہ و چشم تر - ہوے دونوں دشمن ہمدگر
اسے یہ لگی ہے گلے لگا میں - کہ اُسے یہ پڑی ہے کہ دیکھی جائیں
ہوا ادہر یہ نعرہ کہ ہے غضب! - ہوا اُدہر اشارہ کہ حیف نظر
یہ ہے شوق دید کی التجا - کہ ابھی تو جی ہی نہیں بھرا

---

[۵۱] صنف کلام - غزل مسلسل بحر و وزن مثل سابق قصد شاعر اظہار مسرت مجنون بامید دیدار لیلیٰ

[۵۲] صنف کلام - غزل مسلسل خطابی بحر کامل وافی سالم وزن متفاعلن متفاعلن متفاعلن متفاعلن دوبار قصد شاعر - مجنون کی طرف سے اظہار مسرت و شوق لیلیٰ کی طرف سے اظہار وفا و مجبوری

ترے دل کو کیا نہین یہ خبر ترے حال پر تھی مین نوحہ گر
ترے غم مین مین بھی ہون مبتلا مگر اسمین کچھ نہین بس مرا
اسی غم مین عمر ہوئی بسر کہ دعا ہماری ہے بے اثر
ترے چھوٹنے کا تو ہے الم مگر اب قریب ہے شام غم
نہ ٹھہر تو نجد مین ایک دم مرے باپ کو نہ ہو یہ خبر

(مجنون لیلی کی طرف نگاہ حسرت سے دیکھہ کر)

مجنون

یہ فلک نے آہ کیا ستم تجھے دیکھنے بھی نہ پائے ہم
دم چند وہ جو تھے مغتنم گئے بات کہتے مین سب گذر

(لیلی کا غائب ہوجانا مجنون کا روانہ ہونا)

(تھوڑی دور جا کر شہر کے باہر)

نہ وہ جلوہ ہے نہ وہ یار ہے نہ وہ باغ ہے نہ بہار ہے
نہ وہ شہر ہے نہ دیار ہے نہ وہ کوچہ ہے نہ وہ بام و در
اسی دشت نجد کو چل دلا کہ نہ پردہ فاش ہو یار کا
ابھی اور کچھ دنون صبر کر کہ یہان ٹھہرنے مین ہے ضرر

سین (۳) راہ صحرا

مجنون

نہ اُس سے کچھہ کہا نہ سنا[1] شب غم کا کیا نہ گلا
نہ نکلا منہہ سے کچھہ بھی دلا ہوئے یون محو حسن و ادا
کوئی پوچھے فلک سے کہ کیا ستانے سے ہمارے ملا
نہ دم بھر بھی یہ دیکھہ سکا کیا ظالم نے ہمکو جدا
مرض نقد میرے نے وہ دیا کہ ناپید ا ہے جس کی دوا
مقدر مین وصال نہ تھا کہ بالکل بے اثر ہے دعا
ہوئی دل کو پسند بلا نہ بھایا کچھہ یہ کیا تھا بھلا
تجھے ہے دل سے اپنے گلا کسی کی نہین ہو اسمین خطا

سین (۴) خوابگاہ لیلی

لیلی

جو کہا یا ہے دل پہ داغ ستم[2] جہان مین کوئی کہا نہ سکے

---

[1] صنعت کلام مطلع۔ بحر وافر معصوب سالم وزن مفاعیلن مفاعلتن مفاعیلن مفاعلتن دوبار قصد شاعر اظہار اُس حالت کا جو بعد دیکھنے لیلے کے مجنون کو حاصل ہوئی

[2] صنعت کلام غزل مسلسل بحر وافر وافی سالم۔ وزن مفاعلتن مفاعلتن مفاعلتن مفاعلتن ۔ دو بار مقصد شاعر اظہار کیفیات عشق و حجاب

اٹھایا وہ سر پہ بار الم — فلک بھی جسے اٹھا نہ سکے
چلی وہ جگر پہ تیغ ستم — کہ زخم بھی ہم دکھا نہ سکے
کہ چارہ گردوں سے کہہ نہ سکے — یہ حال کبھی سنا نہ سکے
جو درد اٹھا تو آپ ہی آپ — ضبط کیا کبھی نہ کہا
یہ حال کسی سے کہتے تو کیا — کہ اُف بھی زبان پہ لا نہ سکے
یہ سوز جگر یہ آتش غم — اور اس پہ یہ ضبط اور ستم
جو شعلہ اُٹھا تو روئے نہ ہم — یہ دل کی لگی بجھا نہ سکے
یہ حال ہوا کہ سوز نہان نے — آہ ہمیں جلا ہی دیا

عبداللہ

یہ قہر ہوا اور اس پہ یہ ضبط — رو نہ سکے رلا نہ سکے
یہ سنگ ستم یہ بار الم — یہ عشق نے آہ غضب کیا

عبداللہ

حیا نے یہ اور غضب کیا — کہ آنکھ بھی ہم اُٹھا نہ سکے
جو دوست کہ غم میں درد ہوئے — عدو کو بھی یوں خدا نہ کرے

مجنون

جو ہوں بھی اُسے تو چیخ اُٹھے — کبھی تو وہ تاب لا نہ سکے
جو قیس کے غم میں حال ہوا — وہ دل میں رہا کبھی نہ کہا
جو رنج ہوا تو دل پہ سہا — کہ اشک بھی ہم بہا نہ سکے
اگرچہ وہ حال چھپ نہ سکا — کہ تاڑنے والے تاڑ گئے
غرضکہ ملال کھل ہی گیا — کہ زردی رُخ چھپا نہ سکے

عبداللہ

کبھی ہم اُدھر کو جا نہ سکے — کبھی وہ ادھر کو آ نہ سکے

مجنون

جو کھینچ بھی لایا جذبۂ دل — تو پاس اُسے بلا نہ سکے
نہ اپنی کہی نہ اُسکی سنی — وہ ہوکے خفا چلا ہی گیا

عبداللہ

حجاب سے ہم منا نہ سکے — گلے بھی اُسے لگا نہ سکے

سین (۵) دشت نجد

قیس

[1] وہی دشت نجد ہے وہی کوہسار ہے — وہی ہجر یار ہے وہی جان زار ہے
وہی دل ہے ہوا وہی دشت کی فضا — وہی نجد کی ہوا وہی سبزہ زار ہے
وہی آہ نارسا وہی نالۂ دراز — اسے دل سے واسطہ ہے وہی غمگسار ہے

---

[1] صنف کلام غزل یا قطعہ مسلسل۔
شاعر۔ اظہار محبت ...

[1] صنفت کلام غزل مسلسل بحر طویل وافی مقبوض وزن۔ فعولن مفاعلن فعولن مفاعلن۔ دوبار۔
منشا قصد شعر اظہار اس کیفیت کا جو مدت دراز تک ایک ہی حالت میں رہنے سے پیدا ہوتی ہے جسکو اُکتا جانا کہتے ہیں۔ ۱۲ منہ

وہی یاس وصل ہی وہی انتشار حواس　　وہی دل دواس ہی وہی انتشار ہے
وہی حسرت و الم وہی زندگی ہی یاس　　وہی آس موت کی وہی انتظار ہو
وہی اضطراب دل وہی یاد زلف یار　　وہی پیچ و تاب ہی وہی اضطرار ہو
وہی ہولناک دشت وہی غول کی پکار　　وہی دار و گیر ہی وہی ار بار ہو
وہی چاک چاک دل وہی تار تار جیب　　وہی بار بار ذکر وہی یار یار ہو

سین (۶) صحرا غار نجد۔ (جائے قیام مجنون)

(عبد اللہ مجنون کو تلاش کرتا ہے)

تیرے غم سے اے پسر خون ہوا میرا جگر　　ڈھونڈھتا پھرتا ہے یہ پدر تو کدھر ہے اے پسر

(عبد اللہ او مجنون کی ملاقات)

اے مرے آرام دل اے مری لخت جگر　　اے مرے نور نظر اے مری رشک قمر
یہ تن نازک ترا اور یہ دشت خار خار　　اس مصیبت میں تجھے کس طرح دیکھے پدر
آہ دن رات ہے تری فکر میں تپتا ہے جگر　　ڈھونڈتا ہے کسکو تو کس لیے ہے دربدر
کون ہے تو مبتلا کس لیے ہے بیقرار　　کون ہے تو دل جلا کس لیے ہے چشم تر
تیری باتوں سے مجھے بوئے الفت آتی ہے کچھ　　اے شفیق مہرباں جن ہے تو یا ہے بشر؟
اے ضعیف ناتواں کس قدر ہے خوش بیاں　　سچ بتا کیا مرے لیلے کا ہے تو نامہ بر
بوئے الفت آتی ہے تیرے جسم زار سے　　خود بخود کھنچتا ہے دل بات میں ہے کیا اثر
میں ہوں تیرا پدر مجھکو بھی بھولا ہے　　یہ جنون کا ہے اثر یاد ہے لیلے اسقدر
اے پدر اے مہرباں قیس ہو تجھ پر فدا　　دشت غم میں تو کہاں اے مرے خستہ جگر
دل ہی قابو میں نہ تھا کیا تجھے پہچانتا　　سب یہ ہے دل کی خطا بخش دے تو اے پدر
کوہ و صحرا میں تجھے ڈھونڈھتی آیا ہوں میں　　اس ضعیفی پہ مرے اے پسر تو رحم کر
پالنے والے کا دل کیوں نہ ہو پاش پاش　　آہ وہ ناز و نعم اور یہ دشت پر خطر
تیرے غم میں تیری ماں جان بلب ہے اندرون　　اسکی حالت غیر ہے دیکھ آ اے بیخبر
میں ضعیف و نزار ہوں زیست کا کیا اعتبار　　کون ہے تیرے سوا مالک املاک و زر
تا کجا دیوانگی سیکھ اب فرزانگی　　چھوڑ دے بیگانگی چل مرے ہمراہ گھر
باپ ماں کی خدمتیں قیس تجھ پر فرض ہیں　　ترک کر ذکر صنم اب خدا کو یاد کر
قیس ہو تجھ پر فدا یہ سخن ہیں سب بجا　　لایق صد شکر ہے یہ عنایت سربسر

بحر مدید واقی سالم۔ وزن۔ فاعلاتن فاعلن فاعلاتن فاعلن۔ دو بار قصد

عبداللہ

ای دلی نعمت مرے کافی نعمت ہوئین — ناخلف ہی یہ پسر اس پسر سے درگذر

ناصح مشفق سہے تو یہ نصیحت ہے بجا — دل ہی قبضہ مین نہین کیا کرون مین بے خبر

آہ قابو مین نہین یہ دل ہے بے اختیار — آہ پہلو مین نہین یہ دل وحشت اثر

جب نہ مانون مین تو پھر یہ عنایت ہی عبث — جب نہ سمجھون مین تو کیا ہو نصیحت کارگر

دردِ دل ہی لا دوا ترک کر تدبیر کو — یہ مرض ہی جانستان چھوڑ دی تقدیر پر

ای دل مایوس چل گفتگو بیکار ہے — راہ پہ آتا نہین آہ یہ شوریدہ سر

سین (۷) محل سرا عبدالعزیز

(لیلےٰ کا دفعتاً دیوانہ ہوجانا)

لیلےٰ

آتی ہی فصلِ بہار آہ کوئی کیا کرے[۵۱] — جب نہ ہو پہلو مین یار آہ کوئی کیا کرے

دل پہ نہین اختیار آہ کوئی کیا کرے — جبکہ ہو یہ اضطرار آہ کوئی کیا کرے

(لیلیٰ بھاگنے کا قصد کرتی ہی)

گھر سے نکل جاؤن مین قیس کو دیکھ آؤن مین — دل کو نہین ہی قرار آہ کوئی کیا کرے

(مادرِ لیلیٰ قریب دروازہ لیلیٰ کو پکڑ لیتی ہی)

مادرِ لیلیٰ

کیا ہوا لیلیٰ تجھے کیا ہوا بیٹی تجھے — بکتی ہی کیون بار بار آہ کوئی کیا کرے

آتا ہی تیرا پیدر رکھتی ہون سب تجھے حال — سر پہ جنون ہی سوار آہ کوئی کیا کرے

(عبدالعزیز آتا ہی)

اسکو یہ کیا ہو گیا تم کرو اسکی دوا — بکتی ہی دیوانہ وار آہ کوئی کیا کرے

روک نہ لیتی جو مین گھر سے نکلتی ابھی — سخت ہوا انتشار آہ کوئی کیا کرے

عبدالعزیز

ہی یہ جنون کا اثر قید ہی اسکا علاج — گو کہ یہ ہو ناگوار آہ کوئی کیا کرے

قید کرونگا اسے لوہے کی زنجیر مین — پاؤن اگر ہونگا ر آہ کوئی کیا کرے

(عبدالعزیز لیلےٰ کے پاؤن مین زنجیر پہناتا ہی)

لیلیٰ

پاؤن مین زنجیر ہی طوق گلوگیر ہی — سلسلۂ زلفِ یار آہ کوئی کیا کرے

سین (۸) دشت نجد

مجنون

دیکھیے[۵۲] عالم تقدیر سے کیا ہوتا ہے — لاکھ تدبیر ہو تدبیر سے کیا ہوتا ہی

---

۵۱ صنف کلام۔ غزل (مرقعی) بحر بسیط وافی مطوی۔ وزن مفتعلن فاعلن مفتعلن فاعلن۔ دو بار۔ قصد شاعر شدت اضطراب و اضطرار

۵۲ صنف کلام۔ غزل بحر رمل وافی مجنون مسکن محذوف وزن۔ فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن۔ دو بار۔ کہین پہ رکن

کھینچ ہی لائیگا اک روز سی جذبہ دل | زندگی جا ہے تا ہجر سی کیا ہوتا ہی
دل کو زلفوں مین پھنساؤ کہ یہ قید اچھی ہی | ایسی دیوانے کو زنجیر سی کیا ہوتا ہی
اب سنا ہی کہ جفا سی بھی پشیمان ہی وہ | اور پھر آہ کی تاثیر سے کیا ہوتا ہی
گوش مشتاق سخن دل ہمتنی وصال | تو ہی کہدی تری تصویر سے کیا ہوتا ہی
بے حجابانہ ملین آپ تکلف کیسا | اس مدارات سہو توقیر سی کیا ہوتا ہی
کچھ کھٹک سی ہی کلیجی مین مگر شم نہین | کیا بتائین کہ ترے تیر سے کیا ہوتا ہی
کوئی بھی اس نگہ ناز سی جانبر نہوا | تیر ایسا ہو تو شمشیر سے کیا ہوتا ہی
دوست کی جب پہ عنایت ہو جوان سخت وہ ہی | پھر عنادِ فلک پیر سی کیا ہوتا ہی
کیا سنائین تمھین افسانہ ہجر کا کل | ایسی الجھی ہوئی تقریر سی کیا ہوتا ہی
بخت اگر ہو تو سونے کو بنا دیتی ہی مٹی | اے ہوس تری اکسیر سی کیا ہوتا ہی
عشق کا کل نیرہ سودا ہی کہ جاتا ہی نہین | ما رسی قید سی زنجیر سے کیا ہوتا ہی
دیکھتی ہی نہ چلین آئین تو کچھ بات نہین | دیکھہ مرزا تری تحریر سی کیا ہوتا ہی

سین (۹) زندان خانہ

لیلیٰ (تنہا بیٹھی ہوئی)

آج[1] قسمت سی در زندان کھلا | سو گئے در چھوڑ کر دربان کھلا
بعد مدت کے برآئی آرزو | کیا نصیب اپنا دل حیران کھلا
قید مین کب تک رہون مین تنگدل | اے جنون دکھلا کوئی میدان کھلا
آج اپنی سعی سے حاصل ملا | غیب سے دروازہ احسان کھلا
مین تو کہتی تھی الٰہی خیر ہو | مجھسے کیون میرا دل نادان کھلا
کیا خبر تھی خوبی تقدیر کی | آج بخت حسرت و ارمان کھلا
جذب دل کو بے اثر سمجھی تھی مین | آج رمز پرستش پنہان کھلا
نالہ و فریاد کب تھی بے اثر | آج اعجاز دل نالان کھلا

آخر فعلان (مقصور) اور کہین فعلن بحرکت عین (محذوف) سے لیا ہی - قصد شاعر - اظہار اس امر کا کہ گویا مجنون کے دل کو اس واقعہ کی خبر ہے بلکہ اسکو امور آیندہ کی بھی اطلاع ہے - اگر یہ تسلیم کر لیا جائے جیسا کہ واقعات سے ظاہر کیا گیا ہے کہ مجنون اور لیلیٰ مین شرکت خیال واقع تھی تو یہ امر مستبعد معلوم نہوگا کہ مجنون کو لیلےٰ کے ارادہ یہ اطلاع حاصل تھی - لیلیٰ کا ارادہ ہی کہ زندان سے بھاگ جاؤن اور قیس کو دیکھ آؤن اور اس سے قیس آگاہ ہی ایسے امور معمولات اور مجانین مین اکثر مشاہدہ کیئے گئے ہین -

[1] صنف کلام - غزل بحر رمل مجبور محذوف یا مقصور وزن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن - دو بار - اور یہان ان تقصیر ہے وہان فاعلان - قصد شاعر - اظہار اس حالت کا جو آزاد ہونے سے حاصل ہوتی ہی -

بنا بوٹا سا قد مرجھا گیا ہاں	جلایا زینت گلشن بنا کے
ستاتی ہے مجھے کیوں میری تقدیر	بگڑ جاتی ہیں یوں ہی بن بنا کے
کسیکے آتش غم ہائے کیا کیا	تپاتی ہے مجھے کندن بنا کے
یہ صدمے اور نازک جان میری	مٹایا مجھکو عاشق تن بنا کے
کیا فتنہ کو دامنگیر میرا	قضا نے گوشۂ دامن بنا کے
کئے ہیں دفن ارمان کیسے کیسے	دل آباد کو مدفن بنا کے
فراق یار میں جب آئی برسات	رلایا خود مجھے ساون بنا کے
وہ چہرہ جو کبھی تھا ارغوانی	کیا نیلا گل سوسن بنا کے
صبا کی طرح سے پھرتی ہوں بن بن	ہوئے یار کو توسن بنا کے
پھراتا ہے جنون صحرا بہ صحرا	بہار باغ کو جوگن بنا کے

سین (۱۳) وادی نجد مسکن مجنون

مجنون (خود بخود)

نہیں میرے سوا کوئی[1] انا لیلے انا لیلے
نہیں ہے دوسری لیلی انا لیلے انا لیلے
میں ہوں عاشق میں ہوں رسوا میں ہوں دیوانہ و شیدا
یہ عشق اور عاشقی کیسی انا لیلے انا لیلے
نہ اب ہے شمع و پروانہ جلانا نہ بسمل جانا
فقط شعلہ ہے اب باقی انا لیلے انا لیلے
نہ وہ شمع جمال اب ہے نہ فانوس خیال اب ہے
نہیں اب وہ دوری صوری انا لیلے انا لیلے
جو میرا ہے وہ تیرا ہے کہ جو تو ہے وہی میں ہوں
وہی مجنون وہی لیلی انا لیلے انا لیلے
نہ وصلت ہے نہ فرقت ہے نہ الفت ہے نہ حسرت ہے
نہ ذلت ہے نہ رسوائی انا لیلے انا لیلے

---

[1] مصنف کلام۔ غزل بحر ہزج وافی سالم۔ وزن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن۔ دوبارہ قصد شاعر اظہار حالت فنا فی العشق جسکو اتحاد کہتے ہیں۔ اس حالت کے بارے میں دو مذہب ہیں۔ وحدت وجود والے تو یہ کہتے ہیں کہ اس حالت میں یہ بھی ممکن ہے کہ عاشق و معشوق دونوں واقع میں ایک ہو جائیں اور کسی قسم کی دوئی نہ رہے اور وحدت شہود والے صرف اسکے قائل ہیں کہ یہ حالت شدت استغراق اور جذب میں طاری ہو سکتی ہے مگر واقع میں شاہد و مشہود ایک نہیں ہو جاتے اور اسکو محقق طوسی علیہ الرحمۃ نے بھی تسلیم کیا ہے (دیکھو رسالہ اوصاف الاشراف) مصنف بھی وحدت شہود کو

باتین چھوڑ سی نادان جنونکا ہو یہ سب سامان
سنبھال اپنا دل حیران انا لیلے انا لیلے
جنون سے کہ طور ہین بیشک نہین ہوتی خبر اب تک
پکارون مین تجھے کب تک انا لیلے انا لیلے
پکارا کر تو وحشت کو نہ کر بدنام الفت کو
لگے آگ اس محبت کو انا لیلے انا لیلے

مجنون

نہوا اتنا خفا دلبر جنون کے جوش مین اکثر
کہا کرتا ہون مین مضطر انا لیلے انا لیلے
یہ تھا سب وہم کا دھوکا تجھے اب بہی پہچانا
غلط ہے یہ مرا دعوے انا لیلے انا لیلے

غزل

مجنون

واہ کیا خوبی و رعنائی و زیبائی ہے   تجھکو زیبا ہے جو یہ دعوی یکتائی ہے
چشم جادو کا تری کون نہین ہے بیمار   نرگس باغ کو بہی حسرت بینائی ہے
نوجوانی تو خوشی سے ہین ہوا شادی مرگ   واہ کیا نیک بہانے سے اجل آئی ہے
آپ ہی مجکو جلا دیجیے مین مرتا ہون   سنتے ہین آپکو دعوائے مسیحائی ہے
کیا شب ہجر کا احوال کہون مین تمسے   کوئی تارا نہ رہا جب مجھے نیند آئی ہے
شوق کہتا تھا کہ کچھ ہو در یار پہ چل   عقل کہتی تھی جنون ہے تجھے سودائی ہے
آج کل تمکو بہت ہے یہی طرز ستم   یار ہے یا ستمگر دشمن کی قضا آئی ہے
بوسہ دیتے نہین پھر دل تمہین کیونکر دیجے   صاحب اتنا تو سمجھیے کوئی سودائی ہے
کیا تماشہ ہے کہ خلوت مین تو شرمائی ہو   اور محفل مین کوئی جاوے تو رسوائی ہے

لیلی

کیا ہوا آج جو ملنے کی قسم کھائی ہے   کل وہی تم وہی ہم وہی رسوائی ہے
جذبۂ الفت کا اثر دیکھ تو اے قیس ذرا   تیرے ملنے کی ہوس مجھکو یہان لائی ہے
یہ ترا خط ہے رکھون اسکو کس طرح عزیز   نقد جان مین نے گنوا کر یہ تمنا پائی ہے
کوئی دم کے لیے صحرا کی ہوا کھاتا ہون   پھر وہی کنج قفس ہے وہی تنہائی ہے
باپ مان کھینچ کے لیجائین گے مجھکو یہان سے   پھر وہی ذلت و خواری وہی رسوائی ہے
پھر ہوس تیری نکالیگی مجھے زندان سے   کہ وہی مین ہون وہی تو وہی سودائی ہے
پھر وہی لالۂ صحرا وہی جنگل کی ہوا   پھر وہی مین ہون وہی باد پیمائی ہے

---

[1] صنعت کلام غزل بحر رمل واقی مجنون مسکن محذوف وزن فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن دو بار۔ بعض مصرعون مین رکن آخر مقصور (فعلان) سے لیا ہے۔ قصد شاعر اظہار صحت شعر نکات ہے

لیلے — دائی مرتی ہو نہین **مادر لیلے** — دیر بیکار ہے
ہے — ہائے مرتی ہو نہین **یہ** — قبر تیار ہے

سین (۱۶) بیابان

لیلیٰ
دردِ دل کا علاج کیا ہوتا[1] — رو بصحت مزاج کیا ہوتا
عشق نے کام ہی تمام کیا — و طبیبون نے بھی جواب دیا
اس مرض سے ہوئی شفا نہ ہنوز — راس آئی کوئی دوا نہین
بس اجل ہی دوائے عاشق ہے — قبر دار الشفائے عاشق ہے

سین (۱۷) وادی نجد

ایک راہ گیر — کون ہے یہ جوان زار و نزار[2]
دوسرا — ہے یہ لیلے کا عاشق بیمار
سنتے ہین ہم مریض ہے لیلی
پہلا — آؤ مجنون کو دین خبر اس کی
دیکھین کیا کہتا ہے یہ دیوانہ — ہوش بھی اس کو آتا ہے یا نہ!
دوسرا — مفت کیون خون لیتے ہو سر پر — مر نہ جائے یہ عاشق مضطر
پہلا — جس کسی کو ہو عشق کا آزار — اسکا مرنا ہی خوب ہے اے یار
(مجنون سے مخاطب ہو کر) اے مریض محبت لیلے — اے طلبگار وصلت لیلے
سخت بیمار ہے وہ غیرت ماہ — اُسکے احوال سے بھی ہو آگاہ

مجنون
کیا سناتا ہے اے فلک مجھکو — کیون ستاتا ہے اے فلک مجھکو
کاش اے دل طبیب ہوتا مین — غمگسار حبیب ہوتا مین
فکر تیمار دلربا کرتا — کچھ نہ کچھ اُسکی مین دوا کرتا
بس نہین ہے کہ اُڑ کے جاؤن مین — اک نظر اُسکو دیکھ آؤن مین
اب کہان صبر جان بسمل کو — سخت تشویش ہے مرے دل کو
گو کہ مجھکو خدا سے ہے امید — یعنے اپنی دعا سے ہے امید

---

[1] صنف کلام۔ مثنوی بحر خفیف وافی مخبون مسکن محذوف۔ وزن۔ فاعلاتن مفاعلن فعلن۔ دوبارہ قصد شاعر اظہار ملالت۔

[2] صنف کلام۔ ایضاً بحر و وزن ایضاً بعض مصرعون مین رکن آخر مقصور لیا ہے۔ فعلان۔ قصد شاعر معشوق کی علالت کی خبر سنکے عاشق کے دل مین کیا خیالات پیدا ہوتے "کاش اے دل طبیب ہوتا مین" اس مصرع کا مضمون [illegible]

یہ بلا آ سکے سر سے ٹل جائے   پہلے اُس سے مجھی کو موت آئے

سین (۱۸) محلسرائے عبدالعزیز

(لیلی کا دمِ واپسین)

لیلی

ہم نہین اُنمین جو ہین موت سے ڈرنے والے[1]
اسکا غم کیا یونہین مرجاتے ہین مرنے والے

ہوکے مایوس دیا چارہ گرون نے بھی جواب
زخم دلکے نہ تھے ایسے جو ہون بھرنے والے

ہے خوشی موت کی خود زیست سے بیزار ہین ہم
دم ٹھہر جائے تو ہم کب ہین ٹھہرنے والے

(عزیزون سے مخاطب ہوکے)

اسقدر ٹھنڈک پڑی جی مین کہ ہوئے ہم برباد
آج تو خوش ہوئے الزام کے دھرنے والے

ہائے رہ رہکے کلیجے مین دھوان اُٹھتا ہے
آج کیون چُپ ہوئے کہہ کہکے مکرنے والے

لوگ کہے دیتے ہین ہم قیس پہ دم دیتے تھے
اب کدھر بیٹھے ہین رسوا ہمین کرنے والے

پاک الفت تھی ہمین اسکا خدا عالم ہے
پاک دل ہوتے ہین اللہ سے ڈرنیوالے

غسل میت مجھے دیتا ہے مرا دیدۂ تر
دیکھو اسطرح نکھرتے ہین نکھرنے والے

قبر تک جائینگے اسباب پریشانی کے
بعد مردن بھی یہ گیسو ہین بکھرنے والے

کیا عجب میرے جنازے پہ کہین اہل نظر
ہمنے دیکھے نہین ایسے کبھی مرنے والے

اُجلا اُجلا وہ کفن اور وہ بھولونکی مہک
مرکے بھی آہ سنورتے ہین سنورنے والے

---

[1] صنف کلام غزل مسلسل مرقعی بحر رمل وافی مجنون مسکن محذوف یا مقصور وزن فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن دوبار تصدیرشاعر۔ ایک وفادار معشوق کا خاتمہ بالخیر۔ لیلی اپنی موت سے خوش ۔ اپنے عزیزون سے ناراض گئی۔ اعتراف محبت ۔ وصیت ۔ منہ

(وصیت مجنون کو)

پھر سے مجنون کو مرے بعد یہ دینا پیغام
اے محبت مین مری حد سے گذرنے والے
تجھپہ لیلی ہوئی قربان تری جان سے دور
دیکھ یون بات پہ مرجاتے ہین مرنے والے
بے وفا تو تو کہا کرتا تھا ہمکو اے قیس
تو سلامت رہے اے نام کو دھرنے والے
تو ہی کہدے کہ وفا اور کسے کہتے ہین؟
عمر بھر نام پہ بیٹھے رہے بھرنے والے
بیچ منجدھار مین الفت نے ڈبویا ہمکو
ہم نہ تھے اُنمین جو ہین پار اُترنے والے
حشر کے دن تجھے اللہ سے لین گے اے قیس
صبر کر صبر کہ یہ دن ہین گذرنے والے
تو نہ کر ٹھنا تجھے میری غم الفت کی قسم
اسکا غم کیا یونہین مرجاتے ہین مرنے والے

(لیلی کا مرجانا)

سین (۱۹) غرافانہ صف ماتم تابوت لیلی

(نوحہ مادر لیلے)[1]

مر گئی لیلی جوان ہا ئے یہ کیا ہو گیا
ہو گئی برباد مان ہا ئے یہ کیا ہو گیا

موت کی تھی دل مین یاد مر گئی تھین نا شاد
آہ مری نامراد ہا ئے یہ کیا ہو گیا

ای مری غنچہ دہن ہا ئے مری کم سخن
ای مری گل پیرہن ہا ئے یہ کیا ہو گیا

قیس سے تجکو چھڑانے کی پائی سزا
سب ہے میری خطا ہا ئے یہ کیا ہو گیا

خاک مین ملجائے مان جیسے نہین تو شادمان
مر گئین کر کے جوان ہا ئے یہ کیا ہو گیا

---

[1] صنف کلام - نوحہ بحر منسرح وافی مطوی مکسوف یا موقوف - وزن مفتعلن فاعلن مفتعلن فاعلن - دو بار - جہان وقف ہو وہان پر فاعلن کی جگہہ پر فاعلان ہو - قصد شاعر - مادر لیلی کی زبانی اعتراف قصور - لیلی مجنون کے وصال مین کوئی مانع نہ تھا سوائے ضد اور تعصب اور نفاق کے جو اس گھرانے مین واقع تھے - اور غیرت اور غیرت کے پیرائے مین ظاہر ہونے پر ہوئے کوئی امر شرعی مانع نہ تھا ۱۲ منہ

مجنون (خود بخود)

[1] کچھ آج سوا ہے بیقراری — کیون آہ یہ کیا ہے بیقراری
آتی ہی صداے شیون و شین — ہی ہی کیا دلخراش ہین بین
ہی آج یہ درد متصل کیون — اُمڈا آتا ہے میرا دل کیون
آگئے تو نسیم کوے جانان — لاتی تھی شمیم زلف پیچان
سنبل کی مہک فدا ہو جس پہ — قربان ہو بوے مشک و عنبر
تسکین ہوتی تھی درد دل کو — گویا کھوتی تھی درد دل کو
ہے آج ہوا مین بوے کافور — کیا کہتا ہون اُسکی جان سے دور
اے دل کس کا جنازہ اُٹھا — شاید میرا جنازہ اُٹھا
کیسی یہ ہچکیان ہین پے ہم — اُٹھتا ہے دل سے شور ماتم
کیون دل ہی مرا اداس اداس آج — جینے سی ہوا ہے مجکو یاس آج
آتا ہے یہ بار بار اے دل زار — سنتا ہون کہ وہ صنم ہی بیمار
کانٹا سا کھٹک رہا ہی دل مین — شعلہ سا لپک رہا ہے دل مین
لیلیٰ کا مری حال کیا ہے — ہے ہے یہ مجھے خیال کیا ہی!

(دو شخص راہ گیر آتے ہین)

ایک راہ گیر — دیکھو یہ قیس مبتلا ہے — لیلیٰ پہ یہ نیم جان فدا ہے

دوسرا — یہ عشق نہین جنون ہی بیشک — وہ مر گئی یان نہین خبر تک

مجنون — اے حیرت عشق ہوش مین آ — اے غیرت عشق جوش مین آ
کیا کہتے ہین لوگ آہ مجھکو — سننے کی نہین ہی تاب مجھکو
ہی ہی کیا نحس زندگی ہے — کیسی کمبخت زندگی ہے
ہے تیرا برا ہو بخت جانی — لیلیٰ کی بھی آگئی سنانی
اب تک نہین ہای موت آتی — اب تک نہین ہای جان جاتی
دیکھون مین تیسری قبر لیلیٰ — کیونکر ہو دل کو صبر لیلیٰ
یہ دن تو مجھے خدا نہ دکھلائے — پہلے تجھسے مجھی کو موت آئے
اے دل لے چل تو جانب گور — دیکھون تو کیا یہ ماجرا ہے

---

[1] صنف کلام۔ مثنوی (مرقعی) بحر ہزج مسدس اخرب مقبوض محذوف یا مقصور وزن۔ مفعول مفاعلن فعولن یا فعولان دوبارہ اور بعض مصرعہ بحر ہزج مسدس اخرم اشتر محذوف یا مقصور۔ وزن۔ مفعول فاعلن فعولن یا فعولان دو بار
قصہ شاعر دانستہ اس امر کا کہ مجنون کو خود بخود غم کہ لیلیٰ کی خبر ہوگئی۔ اور پھر جب اسی خبر کی تصدیق زبانی راہ گیر کی ہوئی تو سکتہ کیا ہوگا

سین (۲۱) کوچہ وبازار نجد

مجنون (خود بخود) (حالت اضطراب مین)

ڈہونڈا اور اُس پہ یہ دل کی بیقراری ہای ہاے
عشق اور اس پہ یہ نا امید واری ہای ہاے

عمر بہر تڑپا کیے ہم عمر بہر رو یا کیے
کیا بری تہی ای فلک قسمت ہماری ہای ہاے

شمع جلکر گل ہوئی پروانہ جلتا ہی رہا
سوز غم دیکہی تری امید واری ہاے ہاے

ڈہونڈہتا پہرتا ہون تربت کا پتا ملتا نہین
بے اثر تہی آہ میری سوگواری ہاے ہاے

قبر اُس پردہ نشین کی کیون چہپاتا ہے فلک
بعد مردن بہی وہی ہی پردہ داری ہای ہاے

---

۵۱ صنعت کلام۔ غزل مسلسل بحر رمل ثانی مقصور یا محذوف وزن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلان یا ارکن آخر فاعلن

قصد شاعر۔ نوحہ و فریاد۔ شدت الم و اضطراب اپنے عشق سے بدگمانی۔ خود بخود جذب عشق کے مدد سے قبر کا ڈہونڈہ نکالا لیلی اسکے قبر اور تصور سے باتین کرنا۔ تڑپ تڑپ کے جان دینا۔ باغبان کی زبانی اظہار مرگ مجنون نتیجہ عشق مجازی۔ واقعہ یہ ہے کہ جب مجنون نے لیلے کی سنائی وادی نجد مین سنی تو وہ روتا پیٹتا بہ حالت زار و دل بیقرار سے (محلہ لیلی) کی طرف چلا یہان پہونچکہ ہر ایک سے قبر لیلی کا پتا دریافت کرتا تہا مگر کوئی نہین بتاتا تہا وجہ اس نہ بتانے کی وابی نے نہین لکہی۔ بظاہر دو وجہین ہین یا تو یہ کہ مجنون کے مرجانے کا خیال تہا کہ ایسا نہو قبر لیلی کو دیکہکر مجنون ہلاک ہو جاے۔ یا وہ لوگ کہ عزیز و اقارب تہے فرط غیرت سے مجنون کو پتا نہین بتاتے تہے اسلیے کہ مجنون اُسکے عشق مین بدنام اور مشہور ہو چکا تہا پہر وہ کیونکر ایسے شخص کو اپنی عزیز لڑکی کی قبر کا پتا اس عاشق بدنام کو دیکر ہیسے تو دیکہ اس وجہ کو زیادہ تر قوت رجحان ہی۔ اس لیے کہ مجنون اور لیلی اسکے وصال نہونے کی یہی یہی وجہ ہوئی اگر لیلے کے عشق مین مجنون بدنام نہو جاتا تو کوئی وجہ نہ تہی کہ اسکا چچا انکار کرتا۔ اگرچہ مجنون اس معاملے مین بنا بر ہمارے بیان کے بے قصور تہا اس لیے کہ اسکا مکتب سے پہلے پہل نکلنا صرف شورہ یدگی عشق کے سبب سے نہ تہا بلکہ شرم اور غصہ کو بہی اس مین کچھ دخل تہا۔

بالجملہ مجنون نے خود ہی قبر لیلی کی دریافت کر لی جب وہ قبر لیلی پر پہونچا اور اسکے دل نے گواہی دی بلکہ تصدیق کہ یہی قبر لیلے ہے تو اس نے یہ شعر کہا۔ فرد۔ ارادو لیخفوا قبرہا عن محبہا ٭ وطیب تراب القبر دل علی القبر٭ ترجمہ لوگون نے چاہا کہ اسکی (لیلی) قبر کو اُسکے محب (عاشق) سے چہپا ڈالین مگر بوے خاک قبر نے اسکی قبر تک رہنمائی کی۔ اور اس شعر کو بہ تکرار و تپ پڑہتا رہا یہان تک کہ مرگیا اور اُسیکے برابر مدفون ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ساتہ ناظرین والا تمکین مین دعا کرتا ہون اور تم آمین کہنا کہ جسطرح عشق مجازی مین مجنون کا انجام ہوا اسیطرح عشق حقیقی

تا کجا یہ کوچہ گردی اب تو مرنے دے مجھے
ای دل شوریدہ کب تک ذلت و خواری ہائے
بیخودی گور غریبان تک تو ہی لے چل مجھے
تو ہی بتلا دے پتا اے بیقراری ہائے

سین (۲۲) چمن تربت لیلیٰ

مجنون (لیلیٰ کے تصور سے)

لے اجل اس سرزمین سے آتی ہے بوئے صنم
بس یہین تیار ہو تربت ہماری ہائے ہائے
شمع مدفن کی طرف کھنچتا ہے دل پروانہ وار
ہے یقین مجھکو یہ ہے تربت تمہاری ہائے ہائے
حیف مجھ کمبخت کی الفت نہ راس آئی تجھے
خاک مین ملجائے میری دوستداری ہائے ہائے
تاب غم تجھکو نہ تھی اصلا کہ تھی نازک ادا
ہو سکی تجھسے نہ میری غمگساری ہائے ہائے
سخت نادم ہون نہو تا آہ مین ای کاش اثر
چل گئی برچھی ترے سینہ پہ کاری ہائے ہائے
بیقراری نے مری بجلی گرائی تجھپہ حیف
اس دل مضطر کی ہے تقصیر ساری ہائے ہائے
...ہیر غم تیرا برا ہو آہ تو نے کیا کیا
...ذب الفت سے تھی تجھکو سازواری ہائے ہائے
...وتی ہو کس نیند مین دیکھو تو میرا حال زار
...میرا ابتک ہی وہی غفلت شعاری ہائے ہائے
...ہماری شان ہے معشوق کو زیبا نہین
...دن پسند آئی ہے تمکو خاکساری ہائے ہائے
...د آتی ہین وہ زلفین کالی کالی حیف حیف
...د آتی ہے وہ صورت پیاری پیاری ہائے ہائے

(مجنون کا قبر لیلیٰ سے لپٹ کے سو جانا)

ایضاً باغبان

باغبان

قبر لیلے سے لپٹ کر مرگیا مجنون غریب
اب نہیں آتی صداے آہ وزاری ہاے ہاے
عاشق ومعشوق دونون کو ملایا خاک مین
ہے یہی انجام راہ ورسم یاری ہاے ہاے

پردہ گرتا ہے

تتمۂ مرقع (۱)

(سب ملکے گاتے ہین)

یہ کسکے جلوہ کا ہی تماشہ کہ برق سی اک چمک رہی ہی
اُسی سے روشن ہی ذرہ ذرہ وہی تجلی جھلک رہی ہی
کوئی نہ تھا اس جہانمین ایسا کہ مرنیوالونکا ساتھ دیتا
مگر ترے وصل کی تمنا کہ یہ بلا حشر تک رہی ہی
مزار عاشق ہی جاے عبرت کبھی ہی شام شمع تربت
سیاہ بختی کی ہی شامت کہ چاندنی بھی سرک رہی ہی
نہ پوچھ حال شہید الفت کہ شمع مدفن ہی داغ حسرت
بسی ہی بوے وفا سے تربت کہ چادر گل مہک رہی ہی
یہ عشق خانہ خراب کیا ہی بتاؤ تو یہ عذاب کیا ہی
جگر مین یہ التہاب کیا ہی یہ آگ کیسی بھڑک رہی ہی
جو آہ روشن کا اک شرارہ کبھی شبستان غم سے نکلا
تو روشنی اُسکی ایک مدت زمین سے تا فلک رہی ہی
ہوا ابانسان ذلیل واحقر کہ ہی بدی مین یہی سب سے بدتر
وگرنہ یہ ذات پاک اکثر شریک بزم ملک رہی ہی

لہ صنف کلام غزل بحر متقارب مقبوض اثلم مضاعف یا شانزدہ رکن۔ وزن۔ فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن دوبار۔ قصد شاعر۔ رجوع خیالات طرف معرفت شاہد حقیقی۔

تتمۂ مرقع (۲)

(سب بل کے)

ہم[1] سے کب جلوہ ترا دیکھا گیا — مژدۂ دیدار سے غش آگیا
سر گیا اس راہ مین اچھا گیا — میرے سر سے کب ترا سودا گیا
ظلمتِ حیرت سی یا رب ہے نجات — اس اندھیری گھپ مین دل گھبرا گیا
قطع ہی اس راہ مین پائے تلاش — پا گیا تیرا نشان مین پا گیا
سنتے ہین وہ یار کا جلوہ نہ تھا — خضر موسیٰ کو کیون غش آگیا
صبر و ادراک و متاع و جان و دل — جو گیا اس راہ مین اچھا گیا
دل لگا کر اس سے ہم رسوا ہوے — پوچھیے دل سے کہ تیرا کیا گیا
کیا کہون جلوہ فروزی حسن کی — دیکھتے ہی دیکھتے غش آگیا
وہ اُٹھے پہلو سے موت آئی مری — چھٹ گئین نبضیں پسینا آگیا
کیا کہون عالم ہجوم یاس کا — ابر سا اک دل پہ میرے چھا گیا

سمجھے تھے مرزا سے ہوگا غم غلط
ایسی باتین کین کہ دم گھبرا گیا

---

[1] صنف کلام ـ غزل بحر رمل مجزو محذوف یا محذوف یا مقصور ـ وزن ـ فاعلاتن فاعلاتن فاعلن ـ (یا رکن آخر فاعلان ـ دو بار قصد شاعر ـ معرفت الٰہی ـ

تمت
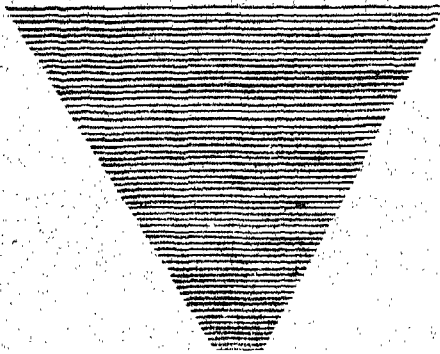
فہرست اشخاص ہر سین

ایکٹ یکم

سین (۱) عبداللہ
" (۲) عبداللہ۔ چند ملازم۔
" (۳) عبداللہ۔ مادر قیس (زوجہ) قیس۔ بچہ۔ ڈومنیاں۔ ماما اصیلین۔ دایہ
" (۴) عبداللہ۔ خدمتگار۔ کاہن۔
" (۵) محلدار۔ نوکر۔ کاہن۔ دایہ۔

ایکٹ دوم

سین (۱) مجنون۔ خواصین۔
" (۲) مصاحب۔ عبداللہ۔ قیس۔ مولوی عشق الدین۔
" (۳) قیس۔ ملازم۔ مولوی عشق الدین۔ لڑکے لڑکیاں۔ لیلے۔ طرار۔ زہرہ۔ خیلا۔
" (۴) قیس۔
" (۵) قیس۔ لیلیٰ۔ مولوی۔ طرار۔ خیلا۔ لڑکے لڑکیاں۔
" (۶) زہرہ۔ بیگم مادر لیلیٰ۔ لیلے۔
" (۷) لیلیٰ۔
" (۸) قیس۔ مولوی۔ طرار۔ خیلا۔ لڑکے لڑکیاں۔
" (۹) قیس۔

ایکٹ سوم

سین (۱) عبداللہ۔ ملازم۔ طرار۔
" (۲) عبداللہ۔ راہگیر۔ قیس۔
" (۳) عبداللہ۔ عبدالعزیز۔
" (۴) عبداللہ۔ قیس۔
" (۵) لیلیٰ۔
" (۶) مجنون۔ نوفل بادشاہ۔ وزیر نوفل۔
" (۷) نوفل۔ ساقی۔ قیس۔ چوبدار۔ عبدالعزیز۔ سپہ سالار نوفل۔
" (۸) نوفل۔ وزیر۔
" (۹) نوفل۔

سین (۱۰) اعرابی (نوفل) مادر لیلیٰ - لیلیٰ
" (۱۱) نوفل - قیس - کنیز ہائے نوفل
" (۱۲) مجنوں -

ایکٹ چہارم

ساقی نامہ

سین (۱) طرار - مے فروش -
" (۲) طرار - خیلا - زہرہ - ملازمان زہرہ -
" (۳) طرار - دو راہ گیر -
" (۴) طرار - لونڈے - خونخوار خان -

ایکٹ پنجم

ساقی نامہ

سین (۱) مجنوں - پیرزن و نوجوان اسیر (طرار)
" (۲) مجنوں و پیرزن - لیلیٰ -
" (۳) مجنوں -
" (۴) لیلیٰ
" (۵) مجنوں
" (۶) عبداللہ - قیس -
" (۷) لیلیٰ - مادر لیلیٰ - عبدالعزیز -
" (۸) مجنوں -
" (۹) لیلیٰ - دربان (سویا ہوا)
" (۱۰) لیلیٰ (۱۱) لیلیٰ (۱۲) لیلیٰ -
" (۱۳) مجنوں - لیلیٰ -
" (۱۴) مادر لیلیٰ - مجنوں - لیلیٰ -
" (۱۵) مجنوں
" (۱۶) لیلیٰ - مادر لیلیٰ -
" (۱۷) لیلیٰ - (۱۸) دو راہ گیر - (۱۹) مجنوں -
" (۱۹) لیلیٰ - مادر لیلیٰ - عبدالعزیز - عزیز و اقارب -
" (۲۰) مادر لیلیٰ - عبدالعزیز - عزیز و اقارب (۲۱) مجنوں - دو راہ گیر -

خونخوار خان

فہرست

۲۲ سین (۵) مکتب خانہ — قیس ولیلی کا پھر دوچار ہونا۔
مولوی صاحب لڑکون کا سبق سنتے ہین سبق لیلی ومجنون وطرارہ وخیلا۔
مولوی صاحب کا گھر جانا۔ طرار کا فرار ہونا لڑکون کا پکڑنے کو دوڑنا قیس ولیلی کا نہ اٹھنا خیلا کا تھوڑی دور جا کے قیس ولیلی کی باتین سننے کے لیے پھر آنا ایک گوشہ سے کھڑے ہو کے اُن دونون کی گفتگو سننا قیس ولیلی کی گفتگو۔ خیلا کا داخل ہو کے دھمکانا۔ قیس ولیلی کو ڈرانا۔
طرار کا داخل ہونا۔ طرار اور خیلا کا عشق شروع ہونا۔

۲۵ ″ (۶) مجلس عبدالعزیز — زہرہ مادر لیلے کو باتون باتون مین عشق لیلی وقیس سے آگاہ کرتی ہے۔ مادر لیلی مکتب مین لیلی کو نہ جانے دینے کا ارادہ کرتی ہے۔ لیلی کا آنا۔ مادر لیلی اوسکو مکتب جانے سے منع کرتی ہے۔ لیلی کی مجبوری اور منظوری۔

۲۷ ″ (۷) خوابگاہ لیلی — لیلے قیس سے جدا ہونے کے غم مین بیتابی ظاہر کرتی ہے۔

″ ″ (۸) مکتب خانہ — قیس کا جانا لیلی کو نہ دیکھکر گھبرانا۔ اُوستاد کا احوال پوچھنا قیس کو طمانچہ مارنا۔ طرار اور خیلا کا چغلی کھانا قیس کا مکتب سے نکالا جانا۔ قیس کا ارادہ کہ کہین اور چلے جائین۔

۲۸ ″ (۹) کوچہ دروازہ مکتب — مکتب سے نکل کر قیس کا انتشار کہ مین کہان جاؤن۔

″ تیسرا ایکٹ۔ زمانہ عنفوان شباب عشق وآوارگی۔ امیدواری۔ ناکامیابی۔ مایوسی۔

″ سین (۱) دیوانخانہ عبداللہ — عبداللہ کا قیس کے نہ آنے سے گھبرانا۔ طرار کا آنا مولوی کا پیغام دینا۔ مجنون کے حال سے آگاہ کرنا۔

۲۹ ″ (۲) کوچہ وبازار صحرا — عبداللہ قیس کی تلاش مین نکلتا ہے۔ ایک راہگیر عبداللہ کو قیس سے ملاتا ہے۔ باپ بیٹے کی گفتگو۔ عبداللہ قیس کو سمجھا کے گھر مین لاتا ہے۔ وصل لیلی کی امید دلاتا ہے۔

۳۱ ″ (۳) دیوانخانہ عبدالعزیز — قیس کے واسطے لیلی کی خواستگاری کرنے کو عبداللہ کا جانا عبداللہ اور عبدالعزیز کی اس باب مین گفتگو رد وبدل عبداللہ کا پھر آنا۔

۳۲ ″ (۴) دیوانخانہ عبدالعزیز — عبداللہ قیس کو خبر مایوسی سناتا ہے اور جگہ شادی کرنیکی ترغیب۔

صفحہ		نمبر	مقام	کیفیت
۵۸	سین	(۱۱)	بیرون شہر	سواد شہر سے رخصت ہوتی ہی صحرا کی راہ لیتی ہی۔
"	"	(۱۲)	صحرا	لیلی اپنے حسن اور نوجوانی اور عشق اور بے سامانی پر افسوس کرتی ہی۔ مجنون کی تلاش مین سرگرم ہی۔
۵۹	"	(۱۳)	وادی نجد	مجنون پر عالم بیخودی طاری ہی اسکا لیلی لیلی انا لیلی کی دھن ہی داخلہ لیلی۔ لیلی مجنون کو ہوش مین لاتی ہی وہ نہین آتا۔ لیلی کو مشکل سے پہچانتا ہی۔ نہ پہچاننے کی عذر خواہی کرتا ہی۔ لیلی مجنون کی باہمی گفتگو۔ دونون کی خوشی۔ لیلی کا سو جانا۔
۶۲	"	(۱۴)	صحرا وادی نجد	مادر لیلی کا لیلی کی تلاش مین پہرنا۔ لیلی کو مجنون کے پاس پانا مجنون کو غافل پاکے لیلی کو اٹھا لیجانا۔
۶۳	"	(۱۵)	وادی نجد	مجنون واقعہ گذشتہ کو ایک خواب تصور کرتا ہی۔
۶۴	"	(۱۶)	محلسرائے عبدالعزیز	لیلی اپنے تئین اپنے مکان مین پاکر گہراتی ہی۔ مادر لیلی اور لیلی کی گفتگو۔
"	"	(۱۷)	بیمار خانہ	لیلی بیمار ہے۔ طبیبون نے جواب دیدیا ہی۔
۶۵	"	(۱۹)	وادی نجد	دو راہ گیر قیس کے پاس سے ہوکر گذرتی ہین۔ ایک دو مین سے قیس کو لیلی کی علالت سے آگاہ کرتا ہی۔ قیس بیقرار ہوتا ہے۔
۶۶	"	(۱۹)	بیمار خانہ	لیلی کا دم واپسین۔ اپنے مرنے کی خوشی ظاہر کرنا عزیزون کی کج ادائے طعنہ زنی کا اظہار۔ قیس سے پاک محبت ہونیکا اقرار۔ آخری وصیت مرجانا۔
۶۷	"	(۲۰)	صف ماتم تابوت لیلی	نوحہ مادر لیلی۔
۶۸	"	(۲۱)	وادی نجد	قیس کو دل کو لیلی کے مرجانے کی خبر ہوجانا دو راہ گیرونکا گذر ہونا ایک سے دوسرے کا لیلی کے مرنے کے بارے مین کلام کرنا۔ قیس کا سن لینا۔ بشدت بیقرار ہوکر جے کو چلا جانا
۶۹	"	(۲۲)	کوچہ و بازار نجد	مجنون لیلی کی قبر تلاش کرتا ہے۔ نہین ملتی۔
"	"	(۲۳)	چمن۔ قبر لیلے	مجنون قبر لیلی کو خود ہی تلاش کرلیتا ہی۔ اسکے تصور سے باتین کرتا ہی۔ قبر سے چمٹ کر مر جاتا ہی۔ مرقعہ ختم ہوتا ہی
۷۰	تتمہ	(۱)		غزل معرفت۔
۷۱	تتمہ	(۲)		غزل معرفت۔

فہرست اصطلاحات

ا ڈراما - ع - شبیہہ - نقل - ہ ناٹک (تصنیف اور تماشہ دُونون کو شامل ہی)

ا پلے - ف - تماشہ - ہ کھیل -

ا ڈرامٹک پیس ف - (باعتبار تصنیف فقط) ع - مرقع - نظم و نثر دُونون کو شامل ہی -

ا ڈرامٹک پوئیم " ع - مرقع منظوم (انگریزی) اُپیرا شامل مرقع بلحاظ ملحونات

ا ڈرامٹسٹ ع - مصنف مرقع - مرقع نگار -

ا ایکٹر ف - تماشہ گر -

ا تھیٹر " تماشہ خانہ - ہ ناچ گھر -

ا اسٹیج " تماشہ گاہ -

ا انٹر " کسی تماشہ گر کا تماشہ گاہ مین داخل ہونا - ع - داخلہ - ف - درآمد - ف آمد -

ا ایگزٹ " کسی تماشہ گر کا تماشہ گاہ سے چلا جانا - ع خارجہ - ف - برآمد - ف رفت -

ا ایکٹ " تماشہ کا ایک حصہ یا مرقع کا ایک باب - ف کشائیش - ع - باب -

ا سین " ایکٹ کا ایک جز جسکے واقعات ایک وقت اور ایک موقعہ پر واقع ہوے ہون - ف نمائیش -

ع موقعہ " جاے وقوع واقعہ -

ف رُوداد " جو امور واقع ہوئے -

ع مکالمہ " اشخاص کے مابین جو گفتگو ہوئی - گفتگو ع - سوال وجواب - مخاطبت -

ا ڈراپ سین " وہ پردہ جو ہر ایک کشائیش کے اختتام پر گرتا ہی - ف - پردہ نمائیش بند -
(باعتبار تصنیف) نمائیش بند -

ا پرسن " شخص (جمع) اشخاص - وہ لوگ تاریخی جنکی شبیہہ تماشہ گر بنتے ہین -

ا پرولوگ " تمہید - عنوان - تقدیر (تماشہ گرون کی اصطلاح مین مجرا کہتے ہین) وہ نظم تاشیہہ جو قبل شروع مرقعہ وارد کی جاے - مناسب ہے کہ تمہید نظم مین ہو تا کہ تماشہ گرون کو اسکی ملحونات مین ادا کرنے کا موقعہ حاصل ہو -

ا ٹریجڈی م ع طراغودیا وطراجیدیا - وہ قصہ جسکا انجام غم ہو - جمع - ع - طراغودیات
ا کمیڈی م ع کمودیا - وہ قصہ جسکا انجام خوشی پر ہو - جمع - ع - کمودیات
ا ایپک م ع انی - رزم کی داستان - جمع - ع انیات -
(یہ الفاظ یونانی الاصل ہین مگر اہل عرب انکو استعمال کر چکے ہین -)

ا لیرک پوئیم ع غزل - تشبیب -

ی پوئیٹکی ع شعر (نظم و نثر دُونون کو شامل ہی) م ع - فوطیقی - یونانی سے لیا گیا ہے -

---

ا - انگریزی - ع - عربی - م ع - معرب - ف - فارسی - ہ - ہندی - ی - یونانی -